مسلسل اشاعت کے پچپن سال

ماہنامہ

الحق

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

653 / جمادی الاول ۱۴۴۱ھ جنوری ۲۰۲۰

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

بانی: مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

سرپرست اعلیٰ: مولانا انوار الحق

مدیر اعلیٰ: مولانا راشد الحق سمیع

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ

الحق

اکوڑہ خٹک

جلد نمبر 55
شمارہ نمبر 4
جمادی الاول ۱۴۴۱ھ
جنوری ۲۰۲۰

بانی	باہتمام	نگران	مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب	مولانا حامد الحق حقانی	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: مفکر و مؤرخ اسلام حضرت مولانا سید سلمان ندویؒ کے قابل فخر فرزند حضرت علامہ ڈاکٹر سید سلمان ندوی مدظلہ کی دارالعلوم آمد، حضرت مولانا فدا الرحمان درخواستی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا مجاہد الحسینی رحمہ اللہ کی رحلت .... مولانا راشد الحق سمیع ۲
- دین اسلام ہی تمام مسائل کا حل .... شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ ۷
- حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ذاتی ڈائری .... مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی ۱۱
- شفقت و مہربانی کے حسین پیکر .... حضرت مولانا میاں ایاز احمد حقانی ۲۷
- اردو تفاسیر میں شاہکار اضافہ (آسان بیان القرآن مع تفسیر عثمانی) .... مولانا طلحہ رحمانی ۳۵
- حضرت مولانا الحاج عبدالقیوم مہاجر مدنی رحمہ اللہ .... مولانا محمد اسحاق مدنی ۴۵
- مہنگائی کا بڑھتا رجحان .... رانا اعجاز حسین چوہان ۵۱
- دارالعلوم کے شب و روز .... صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۵۵
- تعارف و تبصرہ کتب .... ادارہ ۶۱

نوٹ: ادارہ کا کالم نگار حضرات کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر: +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/40 روپے۔ سالانہ -/400 روپے۔ بیرون ملک 40$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق ' مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور

کمپوزنگ: بابر حنیف

653 / جمادی الاول ۱۴۴۱ھ جنوری ۲۰۲۰

نقش آغاز ﷽ مولانا راشد الحق سمیع

مفکر و مؤرخ اسلام حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ کے قابل فخر فرزند علامہ ڈاکٹر سید سلمان ندوی مدظلہ کی دارالعلوم آمد

عالم اسلام کے معروف دینی اسکالر، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو کے فاضل ،۶۰ء کی دہائی میں امریکی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کے ڈگری ہولڈر عظیم مدبر، مشفق استاد اور یونیورسٹی آف ساؤتھ افریقہ ڈربن کے ڈین حضرت مولانا ڈاکٹر سید سلمان ندوی صاحب مدظلہ دارالعلوم حقانیہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی تعزیت کے سلسلہ میں تشریف لائے ،آپ گزشتہ ماہ پاکستان کے دورہ پر آئے ہوئے تھے تو راقم کو کراچی سے دارالعلوم حقانیہ آمد کے بارے میں مطلع فرمایا تھا، یہاں دارالعلوم میں عم محترم حضرت مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ اور نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی صاحب ،راقم الحروف، حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ،مفتی ذاکر حسن صاحب،مولانا حافظ شوکت صاحب ودیگر اساتذہ نے آپ کا استقبال کیا۔سب سے پہلے آپ مقبرۂ حقانی تشریف لے گئے جہاں حضرت والد صاحب شہیدؒ کی قبر پر فاتحہ ودعا کی اور اپنے عظیم والد مولانا سید سلیمان ندویؒ کے بہت ہی چاہنے والے اور اپنے انتہائی مخلص دوست کی جدائی پر جذباتی بھی ہوئے اور اپنے قیمتی آنسوؤں کا نذرانہ بھی پیش کیا، اس موقع پر موجود تمام افراد یہ منظر دیکھ کر بہت ہی زیادہ افسردہ اور حیرت زدہ بھی رہ گئے کہ محض حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے چند ملاقاتوں پر حضرت مولانا سید سلمان ندوی کے دل میں ان کی محبت گھر کر گئی تھی ۔یہی حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ہردلعزیزی اور اعلیٰ اخلاق کی بہت بڑی نشانی تھی کہ چھوٹے بڑے نامور سیاستدان حتیٰ کہ سیاسی مخالفین اور غیر مسلم صحافی وناقد بھی ان سے ایک بار ملنے کے بعد ان کے گرویدہ ہوجاتے۔ بہرحال یہ حضرت علامہ ندویؒ کی خاندانی شرافت ونجابت تھی کہ اتنی دور سے آپ نے تعزیتی فون بھی کیا اور وہاں سے مدلل وموقر مضمون بھی حضرت شیخؒ کی شخصیت کے متعلق ’’الحق‘‘ کیلئے بھجوایا، پھر آپ خصوصی طور پر اکوڑہ خٹک کے دوردراز گاؤں بھی بنفس نفیس تعزیت کیلئے آئے اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز کیا اور ہمارے ٹوٹے اور زخموں سے چور دلوں پر اپنا دست شفقت ومحبت رکھا۔ جدی المکرّم شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اورعم مکرم مولانا

الحاج اظہار الحقؒ کی قبور پر بھی آپ نے بطور خاص دیگر رفقاء کے ہمراہ فاتحہ پڑھی اور دیر تک ان کا ذکر خیر قبرستان میں کرتے رہے، ہمارے خاندان اور ادارہ کے اساتذہ کے پاس وہ کلمات نہیں جس سے حضرت ڈاکٹر صاحب کا شکریہ ادا کرسکیں، جزاک اللہ خیرا ع اے آمدنت باعث آبادی ما

اس موقع پر آپ کے ہمراہ ممتاز دانشور عظیم استاد، پشاور یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور اسلامی نظریاتی کونسل کے انتہائی متحرک، فعال اور بیدار مغز چیئرمین جناب ڈاکٹر قبلہ ایاز صاحب بھی ان کے ہمراہ تھے، راقم ان کا بھی خصوصی طور پر شکر گزار ہے، حضرت علامہ ندوی صاحب مدظلہ نے دفتر اہتمام میں حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ و دیگر اساتذہ سے عصر حاضر کے جدید اور اہم مسائل کے متعلق گفتگو فرمائی اور بعد میں نئی مسجد کے معائنے کے بعد زیر تعمیر جدید ''دارالتدریس'' میں اپنے ہاتھ سے اینٹ بھی رکھی، اسی طرح راقم کے مکان میں بھی تشریف لاکر آپ نے خصوصی عزت افزائی فرمائی، دوران گفتگو راقم کی خصوصی درخواست پر آپ نے آئندہ سال دارالعلوم میں ایک ہفتہ کے خصوصی لیکچرز (خطبات) دینے کا وعدہ بھی فرمایا، اسی طرح آپ نے ازارہ شفقت ومحبت ہم چاروں بھائیوں کو تنہائی میں بلاکر خصوصی مشاورت اور انتہائی اہم ومفید نصیحتیں بھی فرمائیں جو ہر ایک آبِ زر سے لکھنے کے مترادف ہیں۔ بعد میں آپ نے دارالعلوم کے شعبہ مدرسہ ہاجرہ للبنات میں مختصر مگر مدلل اور پرمغز خطاب بھی فرمایا جو برادر عزیز مولانا اسامہ سمیع نے مرتب کیا ہے، شخصیت اور اہم موضوع کے پیش نظر اسے ادارتی صفحات میں قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم امابعد فاعوذبالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران:۱۹)

بحمداللہ مجھے آج اس عظیم درسگاہ میں آنے کا موقع ملا، یہاں دارالعلوم حقانیہ میں میرا یہ تعزیتی سفر ہے اور مولانا سمیع الحق صاحب شہید رحمہ اللہ کی یادیں دل میں بسی ہوئی ہیں اور ان کی شہادت کا جو غم آپ حضرات کو ہے، خاص کر ان کے صاحبزادگان کو وہ تو ان کا حق تھا اور ہے، ظاہر ہے، میرے اس غم کا ان کے غم سے مقابلہ نہیں کیا جاسکتا لیکن میرا تأثر بھی ان حضرات کے تأثر سے کچھ کم نہیں، حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ سے میری ملاقات زمانے کی ہے، وہ مجھ پر بہت کرم فرماتے تھے، ہمیشہ شکایت کرتے تھے کہ تم آتے ہو اور بغیر ملاقات کے چلے جاتے ہو، بعد میں اطلاع ملتی ہے، اس کے بعد سے میں نے یہ ارادہ کرلیا تھا کہ جب جب ان شاء اللہ آنا ہوگا، پہلے سے اطلاع دے دیا کروں گا، اور آپ حضرات سے ملاقات ہوجایا کرے گی، لیکن اس دفعہ میرا آنا بڑا تکلیف دہ رہا ہے،

ان کے ساتھ میری بہت زیادہ یادیں وابستہ ہیں اوران کے ساتھ جو وقت گزرا ہے وہ میرے لئے سرمایہ حیات ہے۔آپ خواتین جو یہاں پڑھ رہی ہیں ،اصولی طور پر سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اسلام میں تقسیم نہیں ہے ، پورا کا پورا اسلام قبول کرنا پڑتا ہے اور قرآن کی آیت جو ابھی میں نے پڑھی ، اس میں اللہ کا ارشادگرامی ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ یعنی کہ اللہ نے اسلام کو دین بنایا ہے ،اس میں پہلی چیز تو خود عقائد ہیں ،اس کے بعد عبادات ، پھر معاملات اور پھر اخلاقیات ہیں ، یہ ایک پوری تصویر ہے جو اسلام پیش کرتا ہے اور مسلمان کو مسلمان رکھنے میں سب سے بڑا کردار عورتوں کا رہا ہے، وہ کردار کیا ہے ؟ یہ کہ مرد حضرات خواہ شوہر ہے ، بھائی ہے ، والد ہے یا بیٹا ہے جو بھی ہے اس کی ابتدائی درسگاہ ماں کی گود ہی ہوتی ہے ،اسی سے اس کے خدوخال بنتے ہیں عورتوں کا گھریلو کام کاج کے علاوہ اور بھی بہت سارے کام ہوتے ہیں لیکن بچوں کی نگہداشت کا جو سب سے بڑا مرحلہ ہے وہ ماں کی گود ہوتی ہے،اسلئے ماں کا درجہ باپ سے زیادہ رکھا گیا ہے لیکن جو بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں ، وہ یہ ہے کہ آپ لوگ پاکستان کے جس ماحول میں جی رہے ہیں ،اسمیں سب سے بڑی ذمہ داری ماں باپ پر پڑتی ہے ،تاکہ بچوں کی ٹھیک اور صحیح تربیت اور پرورش ہو سکے اور بچے مسلمان رہ سکیں۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کل اتنا پرفتن زمانہ ، پرآشوب حالات اور اتنا خراب ماحول ہے کہ بچوں کی تعلیم کی جہاں بنیاد پڑتی ہے یعنی بچپن کے ایام سے صحیح اور سالم ماحول میسر نہیں ہوتا ، ان کی تربیت کی عمر یعنی جو سات ، آٹھ سال ہوتی ہے ان میں اُن کی صحیح تربیت کا کوئی انتظام نہیں کیا جاتا ،ہم لوگوں کی بچپن میں تعلیم وتربیت تو حفیظ مرحوم کا شاہنامہ ،اقبال کے اشعار ، سعدی کے گلستان بوستان سے شروع ہوتی تھی ، آج کل کی تعلیم یہ ہے کہ قرآن پڑھا دیا پھر فوراً ان کو دوسرے سکول بھیج دیا ، جہاں ''بابا بلیک شیپ'' وغیرہ کی دوسری چیزیں پڑھائی جاتی ہیں تو ان سے ذہن بنتا نہیں ہے اور نہ تربیت ہوتی ہے ، پھر ان سکولوں میں جو قرآن پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے ،اور جن چیزوں کا درس دیا جاتا ہے ،اس میں بھی تربیت شامل نہیں ہوتی ہے ،الاّ ماشاء اللّٰہ

اس لئے ماں کی گود بچوں کی تعلیم وتربیت کا پہلا مدرسہ ہے کہ اس میں سب سے پہلے اسلام کی اساسیات اور عقائد کی بنیاد ڈالی جاتی ہے ، ہم جو نماز پڑھتے ہیں ، عام طور پر ہمارا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ نماز ہمارا مقصود ہے حالانکہ عبادات صرف رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے ، ہر چیز کے بارے میں قرآن کی ساری آیتیں موجود ہیں ، نماز ، زکوۃ ، حج کے بارے میں ، قرآن ہمیں بتاتا ہے اور یہ ہدایت دیتا ہے کہ ہم اس سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں ، لیکن ہم لوگوں نے صرف ایک نماز کو مقصود سمجھ رکھا ہے

اسلئے نماز پڑھ لی تو بس ہم سمجھتے ہیں کہ کافی ہوگیا، بلکہ یہ تربیت اس طرح شروع ہونی چاہئے کہ ہر گھر کے اندر، اگر ماں باپ نماز پڑھیں گے تو بچے بھی نماز پڑھیں گے اور جب ماں باپ نہیں پڑھیں گے تو بچے بھی نہیں پڑھیں گے، جب ماں باپ سچ بولیں گے تو بچے بھی سچ بولیں گے لہٰذا یہ ایسی چیز ہے جو اظہر من الشمس ہے عبادات کے بعد دوسری اہم چیز معاملات ہیں، معاملات میں قانونی بھی اور غیر قانونی بھی ہیں، اس دنیا میں انسانوں کی باہمی تعلقات کیسے ہوں گے اور ایک دوسرے سے نباہ کیسا کرنا ہوگا؟ کس سے کیا تعلق رکھنا ہوگا؟ اور کس کے کیا حقوق ہونگے؟ اس کے بعد اخلاق وکردار ہے، جسے اخلاقیات کہا جاتا ہے، اخلاقیات کو اسلام میں ایک خاص مقام حاصل ہے تو یہ تمام تربیتی امور جو ہیں اگر بچپن ہی سے شروع کی جائے تو بچوں کی تعلیم وتربیت آگے بڑھ سکتی ہے لہٰذا اسلام ایک جامع اور مکمل ضابطہ حیات ہے ۔آج کل کا زمانہ اتنا زہریلا ہے کہ جب آپ گھر سے باہر قدم رکھتے ہیں تو فوراً غیر اسلامی ماحول میں آپ کو جانا پڑتا ہے، دنیا میں جتنی بھی یونیورسٹیاں ہیں ان میں کوئی بھی چیز ایسی نہیں کہ جس سے اسلام کے شعائر سمجھا جاسکے۔جتنی بھی عصری ادارے ہیں اس میں تربیت نام کی کوئی چیز نہیں ہے، سب کے سب دنیاوی امور میں مادیت کو فوقیت دی جارہی ہے اور اس میں روحانی تربیت کا فقدان ہے، لہٰذا آپ خواتین پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ بچوں کی تربیت اور پرورش کا بہت خیال رکھیں اور اسوہ حسنہ کے انداز میں ان بچوں کی تربیت کا انتظام کیا جائے تاکہ کل یہ بچے اور بچیاں اس ملت اور امت کے صحیح جانشین ثابت ہوں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ جامعہ ہاجرہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی روح کی تسکین کا ذریعہ بنے۔امین

حضرت مولانا فداالرحمان درخواستیؒ حضرت مولانا مجاہدالحسینیؒ کی رحلت

قحط الرجال کے اس حقیقی زمانے میں کوئی ماہ اور کوئی ہفتہ ایسا نہیں گزرتا جس میں علم وعرفان کے چراغ ومہتاب یکے بعد دیگرے بجھتے نہ چلے جارہے ہوں، قرب قیامت کی اس سے بڑی نشانی اور کیا ہوگی؟ آج کی بزمِ فراق میں دو ایسی بڑی شخصیات کی جدائی پر قلم ماتم کرنا چاہتا ہے جو اکابرین کے سلسلۃ الذھب کی بہت اہم اور مضبوط کڑیاں تھیں۔

حافظ الحدیث شیخ المشائخ حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ کے بڑے فرزند ارجمند حضرت مولانا فدا الرحمان درخواستی بھی تقریباً پچاسی سال کی عمر میں ۳۱ دسمبر ۲۰۱۹ کو اسلام آباد میں

انتقال فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا فدا الرحمان درخواستیؒ کے ساتھ شہید حضرت والد صاحب حضرت مولانا سمیع الحق نور اللہ مرقدہ کی جماعتی رفاقت زندگی کے کئی عشروں تک جاری رہی اور مختلف دینی تحریکات ومہمات خصوصاً ''شریعت بل'' کے لئے راہ عامہ ہموار کرنے کے لئے کراچی سمیت ملک بھر میں آپ والد صاحب مرحوم کا ساتھ دیتے رہے اور دیگر کئی اہم نازک مرحلوں میں بھی حضرت والدمرحوم کیساتھ شانہ بشانہ رہے، حضرت مولانا فداالرحمٰن درخواستیؒ کی ساری زندگی جہد مسلسل سے عبارت تھی، آپ اپنے عظیم والد بزرگوار حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستیؒ کی طرح دینی مدارس اوردینی تحریکات کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی فرماتے۔ آپکی زیرنگرانی جامعہ انوار القرآن نارتھ کراچی کے علاوہ دیگر کئی مدارس ومراکز چل رہے تھے۔ آپؒ ذکر واذکار، تصوف، اورتلاوت قرآن کیساتھ ساتھ دنیا بھر میں دعوت وتبلیغ کے سلسلے میں بھی مصروف رہتے۔ آپ اسی طرز زندگی کیساتھ اللہ رب العزت کے بلاوے پر لبیک کہہ کراس دنیا سے رخصت ہوگئے۔

دوسری شخصیت حضرت مولانا مجاہد الحسینیؒ مردِقلندر ومرد مجاہد کی ہے جو گزشتہ ماہ دسمبر میں رحلت فرما گئے، پاکستان میں آپؒ دینی صحافت کے سرخیلوں میں سے تھے، کئی جریدوں اور اہم اخبارات کے آپ مدیر اورسرپرست بھی رہے اور متعدد اہم علمی و دینی موضوعات پر بے شمار تصانیف بھی آپ کے خامہ معجزرقم سے نکلیں۔ آپ فیصل آباد میں ادارہ صوت الاسلام سے وابستہ رہے، پھر اسی طرح سب سے بڑھ کرختم نبوت کی تحریک اورمشن میں بھی عمربھر مجاہدانہ وقائدانہ طور پر سرگرم عمل رہے اوراس کے علاوہ دین کے مختلف شعبوں میں زندگی کے آخری دم تک مصروف رہے، آپ اس گئے گزرے دور میں ہرلحاظ سے اپنے اکابرین کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔

ابھی چند ماہ پہلے دارالعلوم حقانیہ حضرت والد صاحب شہیدؒ کی تعزیت کے سلسلے میں تشریف لائے تو طلباء سے نئی جامع مسجد میں خطاب بھی فرمایااور رات کا قیام برادرم مولانا حامد الحق صاحب کے ہاں فرمایا،اس موقع پر آپ نے علماء طلباء اور خاندان حقانی سے اپنی عقیدت ومحبت کا کھل کر اظہارفرمایا، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ اور حضرت والدصاحب شہیدؒ کے ساتھ آپ کا بڑا دیرینہ قلبی تعلق رہا ہے، جس کا اندازہ حضرت والد صاحب شہیدؒ کے نام آپکے ارسال کردہ متعدد گرانقدرخطوط ''مکتوبات مشاہیر'' میں پڑھنے سے ہوتا ہے۔ آپؒ کے جنازہ میں برادرم مولانا عرفان الحق حقانی نے دارالعلوم کی نمائندگی کی۔ اللہ ان دونوں اکابرین کی نشانیوں کی کامل مغفرت فرمائے، جامعہ حقانیہ حضرت درخواستیؒ کے جملہ خاندان کیساتھ اس غم میں برابر کا شریک ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

دین اسلام ہی تمام مسائل کا حل

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ بے شک پسندیدہ دین اللہ تعالیٰ کے ہاں اسلام ہے۔

محترم سامعین! جب سے انسان دنیا میں آ موجود ہوا ہے اس وقت سے لے کر دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تک لوگ مختلف مذاہب اور ادیان کے پیروکار چلے آ رہے ہیں ، یاد رہے کہ ان تمام مذاہب و ادیان کے اصول کبھی نہیں بدلے، تاہم فروعی اور جزوی اختلافات ضرور آتے رہے، دھرتی پر انسانوں کی آبادیاں بڑھتی رہیں، حالات بدلتے رہے، نئے نئے مسائل پیدا ہوتے رہے۔

انسانیت کی ہدایت کے لئے انبیائے کرام کا سلسلہ

انسانی ہدایات باہم پہنچانے کے لئے فرستادوں ، قاصدوں اور نبیوں کا سلسلہ چلتا رہا، ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش پیغمبر تشریف لائے لیکن ہر نبی یا رسول ایک خاص قوم ، خاص خطے اور خاص وقت کے لئے تشریف لائے، بیک وقت دنیا میں کئی کئی انبیائے کرام علیہم السلام موجود ہوتے اگر عراق میں حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود ہیں تو سدوم میں سدومیوں کی ہدایت کے لئے آپ کا بھتیجا حضرت لوط علیہ السلام موجود ہیں۔

اگر حضرت داؤد علیہ السلام منصب نبوت پر فائز ہیں تو وہیں پہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام بھی موجود ہیں، اگر مصر میں موسیٰ و ہارون علیہم السلام نبی ہیں تو مدین میں حضرت شعیب علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کا نبی موجود ہے۔

انبیاء مختلف لیکن مسلمہ اصول ایک

بہر حال ایک زمانے میں مختلف خطوں میں مختلف نبی موجود ہوتے ان کے مذہب میں فروعی تفاوت ضرور ہوتا، لیکن اصول سب مذاہب کے مسلمہ تھے مثلاً توحید، آخرت ، بعث بعد الموت وغیرہ لیکن

جب سرور کائنات فخر موجودات شفیع المذنبین رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ بلا تفریق پوری انسانیت کے لئے نبی ورسول بن کر آئے ۔ پوری دنیا کے لئے اور تاختم دنیا آخری رسول بن کر تشریف لائے، آپ نے خود فرمایا انا النبی لا نبی بعدی میں ایک ایسا نبی ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا، نہ ظلی نہ بروزی، نہ اصلی نہ جعلی میں ہی آخری نبی ہوں اور جو دین جو مذہب شریعت لے کر آئے وہ بھی آخری دین آخری ملت اور آخری شریعت ہے، اس مذہب (اسلام) کے بعد کوئی مذہب نہیں ،کوئی شریعت نہیں، کوئی دین نہیں، لہٰذا تمام بنی نوع انسانوں کے وقائع اور مسائل کا پورا حل اسلام ہی پیش کر سکتا ہے، اسلام نے بنی آدم کو درپیش تمام چیلنجوں سے نمٹنے کا بانگ دہل اعلان کیا ہے، خواہ کسی بھی چیلنج کا تعلق کسی فرد یا جماعت سے ہو، کسی گروہ یا پارٹی سے ہو، معاشرے کے ساتھ ہو یا معاش کے ساتھ، آج دنیا کو بدامنی دہشتگردی جیسے اہم مسائل کا سامنا ہے، لیکن میں کہتا ہوں ، نبی رحمت نے فرمایا ہے اسلم تسلم شاہان عالم کے نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط مبارکہ تسلیمات کے بعد پہلا جملہ یہی ہوتا تھا یعنی اسلام قبول کر لو، تمام خوف ودہشت ختم ہوکر تم محفوظ و مامون ہو جاؤ گے ، اسلام کا معنیٰ بھی سلامتی کا ہے، اپنے آپ کو اس ذات بابرکت کے سپرد کرنا جس کے قبضہ قدرت میں پورے نظام دنیا کا انتظام ہے جس کے لفظ کن فرمانے سے پہلے موجودات وجود میں آئی۔

موسیٰ علیہ السلام اور افلاطون کا مکالمہ

افلاطون بہت بڑے حکیم اور فلسفی گزرے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک دن سوال پوچھا، موسی علیہ السلام بتائیں ،اگر آسمان کمان بن جائے ،حوادث دنیا تیر بن کر اللہ خود مارنے والا بن جائے تو نجات وخلاصی اور بچاؤ کا کیا راستہ ہوگا ؟ موسیٰ علیہ السلام نے جو جواب دیا وہ کوئی نبی ہی دے سکتا ہے، فرمایا جو تیر برسائے اسی کے دامن عافیت کے نیچے آ کر جان بچائی جاسکتی ہے، واقعی جس نے اسی کے ساتھ تعلق جوڑا وہ کامیاب وکامران رہا، ہزار بے چینیوں کے باوجود وہ مطمئن ہوگا، نہ اس کے دل میں کسی قسم کا خوف ہوگا ، نہ ہی حزن وملال اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ

(یونس: ٦٤-٦٢)

راحت اور اسباب راحت

یاد رکھیں! اسباب راحت الگ چیز ہے، اور راحت الگ چیز ہے، اسباب راحت مثلاً مال و دولت کی فراوانی ہے ،کارخانے کھانے ہیں بہت ساری جائیداد ہے، خدمت کے لیے نوکر چاکر ہر

وقت موجود ہیں، دولت کی ریل پیل ہے، گرمیوں کے موسم میں اے سی لگے ہوئے ہیں، ٹھنڈے مشروبات ہر وقت دستیاب ہیں، پر سردیوں میں گرم لحاف نرم بسترے، بدن اونی لباس سے ڈھانپا ہوا ہے، کمروں میں ہیٹر جل رہے ہیں لیکن ان سارے اسباب کے باوجود دلی سکون اطمینان قلب جی کی راحت مفقود ہے، پتہ لگ گیا کہ اسباب راحت میں چین وسکون نہیں جب تک کہ وہ نسخہ استعمال نہ کیا جائے جو بنا ہی سکون وراحت کے لئے ہے اور وہ ہے اسباب راحت پیدا کرنے والے کے ساتھ لو لگانا، اپنے آپ کو اسی کے سپرد کرنا اس کے ابدی قانون اسلام کا احترام کرنا، دل میں صرف اسی ایک کو ماننا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ وہ لوگ جن کے دل اللہ کی یاد سے مطمئن ہو جاتے ہیں، خبردار! اللہ ہی کی یاد سے دل سکون پاتے ہیں۔

پوری دنیا بدامنی، قتل وغارت کی لپیٹ میں

میں عرض کر رہا تھا کہ دنیا کو آج بدامنی کا سامنا ہے، جو مرض متعدی کی طرح ممالک میں پھیل رہا ہے امریکہ بالخصوص اور دیگر برائے نام خودمختار ریاستیں بالعموم اس مرض کا اعلاج ڈیزی کٹر بموں، کروز میزائلوں اور ڈرون بمبار میں تلاش کرتا ہے، لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی، کے مصداق بدامنی اور زیادہ تیزی کے ساتھ دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے، جرائم کی شرح میں روزافزوں بے تحاشہ اضافہ ہو رہا ہے، آپ لوگ روزانہ الیکٹرانک، پرنٹ اور سوشل میڈیا پر حالات دیکھ رہے ہیں، خیال ہوتا ہے کہ دنیا میں انسان نہیں صرف جانور، بلکہ جنگلی خونخوار درندے بستے ہیں، جو بے حیائی، درندگی میں اپنی مثال آپ ہیں خبریں سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، پانچ چھ سال کے بچے اور بچیوں کے ساتھ جو ظلم بربریت اور ناروا سلوک کیا جاتا ہے اس سے کون واقف نہیں؟ کیا یہ درندگی نہیں؟ کیا یہ سفاکیت نہیں؟ کیا یہ زندگی ہے یا شرمندگی؟

ہر طرف جرائم اور سفاکیت

اللہ کی دھرتی پر رہنے کا اب انسان کو کوئی حق نہیں، پوری زمین مشرق سے لے کر مغرب تک، شمال سے لے کر جنوب تک، انسان کے گناہوں، جرائم اور سفاکیت سے بھری پڑی ہے، شیطان نے اب محنت کرنا چھوڑ دی ہے، وہ تماشائی بن کر کھڑا ہے، اس کے وہم وگمان میں نہیں تھا کہ کہیں ہمیں بدبخت انسان مجھ سے بھی سو قدم آگے جائے گا، پرسوں اخبار میں ایک زخمی والد کے واویلا، چیخ وفریاد آہ وافسوس دیکھ کر میرے دل خون کے آنسو رویا، وہ کہتا ہے کہ میں اپنی بیٹی کی وجہ سے بہت شرمندہ ہوں میں اسے اچھی تربیت دے رہا تھا، اسلامی تعلیم دے رہا تھا، مدرسہ میں پڑھا رہا تھا لیکن

اس نے بے دینی کی راہ اختیار کر کے مجھے رسوا کر دیا۔

مغربی تہذیب ایک خطرہ

گناہوں کی دلدل میں خواہشات نفس کی رو میں بہنے والوں کی آنکھیں نہیں کھلتی، مغربی تہذیب میں مرد وزن ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں ہمارے اسلاف کہا کرتے تھے کہ پاکستان میں ہمیں یہ خطرہ نہیں کہ کوئی اسلام چھوڑ کر بے دین و مرتد ہوجائے گا، بلکہ ہمیں خطرہ یہ ہے کہ لوگ مغربی تہذیب کو اپنا ئیں گے یہاں پر ہمیں مغربیت کا خطرہ ہے۔

اب یہاں پاکستان میں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ لوگ اسلامی طریقے، محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اطوار چھوڑ رہے ہیں، شادی بیاہ کی رسومات، اظہار غم کی مجالس، کھانے پینے کی نشست و برخاست، لباس و پوشاک کے نئے انداز، ہر چیز میں مغربیت کی جھلک نمایاں ہے۔ انسانیت کسی ایسے عذاب کی منتظر ہے جو دنیا کی کایا پلٹ دے، ہر شے کو تہہ و بالا کر دے فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ مَّنْضُوْدٍ (هود:۸۲) "پھر جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے اس زمین کے اوپر والے حصے کو نیچے والے حصے میں تبدیل کر دیا اوران پر پکی مٹی کے تہہ در تہہ پتھر برسائے"، اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے کہ فَتِلْكَ بُیُوْتُهُمْ خَاوِیَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا (النمل:۵۲) "چنانچہ وہ رہے ان کے گھر جوان کے ظلم کی وجہ سے ویران پڑے ہیں،" اسی طرح بیسیوں آیات مبارکہ میں انجام کار ذکر فرمایا جیسا کہ فَهَلْ تَرٰی لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِیَةٍ (الحاقة:۸) "اب کیا ان میں سے کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے۔" ایسی سزاؤں کا انتظار ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے کسی مجرم کو جلدی عذاب نہیں دیتا، بندے کو ڈھیل دیتا رہتا ہے، لیکن جب پکڑنے پر اتر آئے تو پھر بچانے والا بھی کوئی نہیں، فرماتے ہیں: نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَ اَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ (الحجر: ۵۰-۴۹) "میرے بندوں کو بتا دو میں ہی بخشنے والا مہربان ہوں اور یہ بھی بتا دو کہ میرا عذاب ہی دردناک ہے۔" اور جب عذاب کا نزول ہوتا ہے تو پھر وہ عام ہی ہوتا ہے، صرف مجرم اور گناہگار کو ہی نہیں سب کو لپیٹ میں لے لیتا ہے، فرمایا وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (الانفال: ۲۵) "اور ڈرو اُس وبال سے جو تم میں سے صرف اُن لوگوں پر نہیں پڑے گا جنہوں نے ظلم کیا ہوگا اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔" اللہ ہم سب کو اپنے عذاب سے بچائے۔

(قسط ۷۶) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی
استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ذاتی ڈائری

۱۹۸۸ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزّہ و اقارب ، اہل محلّہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے، آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے ۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزار ہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں۔ یاد رہے کہ یہ ڈائریاں ایک طرف حضرت مولانا عبدالحقؒ اور شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہید کے احوال وسوانح کے لئے بھی ایک بنیادی و اہم ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں تو دوسری طرف دارالعلوم حقانیہ کی تاریخ اور شب و روز بھی اس میں کافی حد تک محفوظ ہوچکے ہیں...... (مرتب)

مقنّنہ کو پابند بنانا ضروری تھا

پھر ہم مقنّنہ کو پابند بنانا چاہتے تھے کہ ہم جمہوریت کے قائل ہیں، لیکن ہماری جمہوریت مغرب اور یورپ کی جمہوریت الگ الگ ہے ، ہماری جمہوریت اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے دائرہ میں ہے اورکوئی قانون ساز اسمبلی ایسا قانون نہیں بناسکتی جو قرآن وسنت کے صریح احکام سے متصادم ہو ان تمام دفعات کو بھی یکسر نظر انداز کردیا گیا۔

پالیسیوں کا احتساب کون کرے گا؟

پھر ہم نے یہ رکھا تھا کہ تمام پالیساں اسلام کے تابع ہوں گے ، اس آرڈیننس میں یہ تو رکھا

گیا ہے کہ تمام پالیسیاں اسلام کے دائرے میں ہونگی، لیکن یہ چیز اس میں بالکل چھوڑ دی گئی ہے کہ پالیسیوں کا احتساب کون کرے گا؟ اس کے حساب کا حق کس کو دیا گیا ہے، کہ وہ دیکھے کہ کونسی پالیسی اسلام کے مطابق ہے، اور کونسی نہیں ہے، یہ تو آئین کے رہنما اصولوں میں بھی باتیں تھیں، وہ تو صرف رہنما اصول کی بات ہے، پالیسیوں کو اسلام کے دائرے میں رکھنے کے لئے بھی ایک احتساب اور اس کیلئے قانون ہونا چاہئے تھا۔

صدر اور دیگر عمال احتساب سے بالاتر رکھے گئے

پھر ہم نے انتظامیہ کو اسلامی قانون کے بنانے کے دفعات رکھے تھے، کہ عمالِ حکومت بشمول صدر، وزیر اعظم کوئی بھی ایسا حکم نافذ نہیں کر سکے گا، جو قرآن وسنت اور اللہ کے احکام سے متصادم ہو، چنانچہ اس بات کو بھی مشترکہ اور متفقہ مسودہ میں تسلیم کر لیا گیا تھا، مگر دوسرے دن جو آرڈی ننس آیا اس میں انتظامیہ، صدر اور وزیر اعظم سب کو احتساب سے بالاتر رکھا گیا، حالانکہ قرآن وسنت اور اسلام کی نگاہ میں صدر، وزیر اور عام شہری اسلام کی نگاہ میں برابر ہیں اور ان کا ایک ہی طرح کا محاسبہ ہوگا۔

مالیات اور تعلیم کیلئے کمیشنوں کا سہارا لیا گیا

آرڈیننس میں سب سے بڑی بات یہ کی گئی ہے وہ تعلیم اور مالیات کے بارے میں ہے اس میں کہا گیا کہ ایک کمیشن قائم کیا جائیگا، ان دونوں شعبوں میں صدر ضیاء الحق صاحب ۶۰ دنوں یا ۳۰ دنوں کے اندر کمیشن قائم کرینگے، چنانچہ قائم بھی کر چکے ہیں، جو دوسال کے اندر ایک رپورٹ دینگے ،مگر ایسی تجاویز کو آرڈیننس تو نہیں کہہ سکتے ،اس سے تبدیلی کون سی آئی ،صدر تو کسی وقت بھی ایک کمیشن قائم کر سکتا ہے۔

کمیشنوں کی بیساکھی اور ایک لطیفہ

اور اس ملک میں سارا سلسلہ کمیشنوں پر ہی چل رہا ہے، ساری عمارت ہی کمیشن اور کمیٹیوں پر استوار ہے، میں نے آپ سے عرض بھی کیا تھا، کہ ایک دھوبن عورت کا شوہر شکار میں جہانگیر سے قتل ہو گیا تھا، جہانگیر کے عدل کے بڑے چرچے تھے وہ بڑا پریشان تھا اور عورت قصاص مانگ رہی تھی، وزرائے کرام نے وسیم سجاد صاحب نے، اقبال احمد خان نے، وہاں ہمارے دوست اقبال احمد خان جواب چلے گئے ہیں، (سابق وزیر قانون کو اشارہ تھا) اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے، ایسے وزراء

نے مشورہ دے دیا کہ جہانگیر صاحب! کیوں آپ پریشان ہیں انہوں نے کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں، آپ ایک کمیشن قائم کردیں، جہانگیر نے کہا بہت اچھا کمیشن قائم کردیا،تو پھر کیا ہوگا توانہوں نے جواب دیا کہ اگر کمیشن نے آپ کے خلاف فیصلے دے دیا تو پھر ہم اس کے اوپر دوسرا کمیشن بٹھادیں گے،اس نے کہا کہ پھر توانہوں نے کہا کہ پھر اسی طرح تیسرا کمیشن بٹھا دیں گے، چوتھا بٹھادیں گے، کمیشنوں سے ہمیں کوئی روک نہیں سکتا، بالآخر اسی دوران وہ عورت مرجائے گیاوردعویٰ ہی ساقط ہوجائے گا کہ وارث ختم ہوگئے یہاں وہی صورت حال ہے، کہ کمیشنوں کے قیام کے مژدہ سنایا جاتا ہے، حالانکہ تعلیم کے بارے میں اس وقت حکومت کے سرد خانوں میں چالیس سال کی رپورٹیں بلاسودی نظام کی ہمارے فاضل کمیشنوں نے مرتب کی ہیں، کہ جن پر سعودی عرب اور دیگر اسلامی مملکتوں نے خراج تحسین پیش کیاہے کہ واقعی یہ متبادل راستے ہیں، اوران پر عمل کرنے سے بلاسودی نظام چل سکتاہے، وہ ساری رپورٹیں آپ کی ریکارڈ میں وزارت قانون میں موجود ہیں۔

کمیشنوں اورنظریاتی کونسل کی رپورٹیں

پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل جس پرآپ کروڑوں روپے خرچ کررہے ہیں اوراس نے کافی محنت کی ہے اوراسکی تقریباً بیس رپورٹیں تواس ایوان میں پیش ہوچکی ہیں، ان کی رپورٹیں مالیات اورتعلیم کے بارے میں مکمل متبادل تجاویز موجود ہیں اس نظریاتی کونسل میں شیعہ، سنی، بریلوی، دیوبندی، جج، وکیل اورمولوی بھی ہیں، اتنے جامع اورمؤثر ادارے نے کروڑوں روپےخرچ کئے اورمؤثر رپورٹیں ہمارے سامنے رکھیں، توہمیں جب آرڈیننس میں کمیشن کا مژدہ سنایا گیا ہےتواگران رپورٹوں سے لے کر کچھ ہمارے سامنے رکھ دیتے کہ یہ تو فوری نافذ ہیں اور کچھ تبدیلی ہم لارہے ہیں، پھراس نے سینکڑوں قوانین کوغیراسلامی ہونے کی نشاندہی بھی کی ہے، لیکن ہم نے اس تمام ذخیرے کونظرانداز کردیا ہے، گویا آج ہم نئے سرے سے غور کرکے قوم کے سامنے ایک رپورٹ پیش کریں گے، اب دوسال بعداس رپورٹ کا صدر پابند ہوگا یانہیں؟ آرڈیننس میں اس کا کوئی ذکرنہیں ہے، کمیشن اگردوسال بعد رپورٹ دے بھی دے تواس کی گارنٹی ہے کہ صدر اس کا پابند بھی ہوگا یانہیں؟ پھرتواسمبلیاں بیٹھی ہوگی۔

ناقص، غیرمؤثراقدامات اوراسلام کےساتھ ظلم عظیم

میں سمجھتا ہوں کہ یہ شریعت آرڈیننس ایک لحاظ سے بالکل ناقص اورغیرمؤثر ہے، ہم لوگوں کو بدقسمتی سے دھوکہ دے رہے ہیں کہ اسلام نافذ ہوگیا، خوشیاں مناتے ہیں، ڈھول بجاتے ہیں کہ

اسلام نافذ ہوگیا، صبح غریب اٹھتا ہے تو اس کے مشکلات اور بھی بڑھ چکے ہوتے ہیں، اس کو عدالتوں میں اور دھکے کھانے پڑھتے ہیں اس کو زیادہ رشوت دینی پڑتی ہے، اس کو زیادہ مہنگی چیز خریدنی پڑتی ہے، اس کو ملاوٹ اور سمگلنگ کا زیادہ سامنا کرنا پڑتا ہے، وہ اور بھی مصیبتوں کی چکی میں پستا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ وہ سبز جنت جو ہمارے سامنے اسلام کا ایک تصور تھا شاید وہ آ گیا ہے، اس اسلام نے تو ہمیں اور بھی تباہ کردیا تو ایسے محض اعلانات کے ذریعے ہم اسلام کیساتھ غداری کر رہے ہیں اور آئندہ لوگ اسلام کا نام سننا گوارا نہیں کریں گے، آپ اگر حقیقی معنوں میں بھی اس ملک میں اسلام نافذ کریں گے تو لوگ کہیں گے، اسلام میں کیا رکھا ہے؟ اسلام نے ہمیں کیا دیا؟ وہ تو آدھی روٹی اگر آتی تھی تو وہ بھی اسلام نے چھین لی، تو ایسے آرڈیننسوں اور ایسے اعلانات کے ذریعے اسلام تو نافذ نہیں ہوسکتا، لوگ چاہتے ہیں کہ ہم عدالت میں جائیں اور انصاف کا دروازہ کھٹ کھٹائیں اور بغیر پیسوں کے ہمیں انصاف ملے، اور گھر بیٹھے انصاف ملے ہم چاہتے ہیں کہ خدا را! صدر صاحب اگر چاہتے ہیں تو کم از کم اس مسودے کو جس پر اتفاق ہے اسے لائے۔

معاہدہ سے انحراف اور کھلا دھوکہ

میں ایوان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ کتنی بڑی زیادتی ہے کہ بائیس علماء کو جو بلایا گیا تھا اور اتنی محنتوں کے بعد ایک مسودہ (ڈرافٹ) تیار ہوگیا اور اس پر اتفاق رائے ہوگیا کہ یہ چیزیں مسودے میں شامل ہوں گی اور یہ آرڈیننس اس کے ہر صفحے پر دستخط کرالئے گئے تھے، اس کی فوٹوسٹیٹ کاپی میرے پاس موجود ہے، اس آرڈیننس کی فوٹوسٹیٹ کاپی جسکے ہر صفحے پر دستخط ہیں تمام ارکان کے اور طے ہوگیا تھا کئی دنوں کی محنتوں کے بعد کہ یہ آرڈیننس۔دوسرے دن جو چیز آتی ہے اس میں سراسر ان تمام دفعات کو تبدیل کردیا گیا، سارے قوم سے ایک ملک کے سربراہ یا اس کے ذمہ دار لوگوں کی طرف سے اگر ایسا دھوکہ کیا جائے (تو کتنا عظیم المیہ ہے) ویسے تو اب لوگوں کو جواب دینا چاہئے جو اس کمیٹی میں بیٹھے ہوئے تھے، الحمدللہ ہم اس جرم میں شریک نہیں تھے، ہم نے کہا بہت اس جرم میں شریک ہوگئے ہیں آئندہ ہمیں دور رکھیں، قاضی (عبداللطیف) صاحب باہر تشریف لے گئے ہیں، وہ بھی اس کمیٹی میں موجود تھے، میں ان سے بھی اپیل کروں گا کہ اس سارے مسودے اور اس کے تضادات کو سامنے رکھیں اور اپنے معزز ایوان کے ارکان کو وہ اصل صورتحال ان کے سامنے رکھیں یہ کیسا آرڈیننس نافذ ہوا، ہم چاہتے ہیں کہ جو چیزیں میں نے عرض کیں یا جو اس مسودے میں تھیں وہ تمام ترامیم کی شکل میں اس میں شامل کی جائیں اور اس آرڈیننس کو ایک جامع شکل میں نافذ کیا جائے۔

سینٹ کیلئے سامانِ عبرت

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم واقعی اس ملک میں شریعت نافذ کرسکیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک عبرت کا سامان دیا ہے ہمارے سامنے قومی اسمبلی کا یہ سانحہ جو آیا ہے تو میں کہا کرتا تھا، اس کے معزز ارکان کو اور وزیر اعظم کو میں تنہائی میں بار بار کہا اور سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی وقت یہ مار پڑسکتی ہے، کیونکہ ہم نام اسلام کے لے رہے ہیں، آتے اسلام کے نام پر ہیں، پھر شریعت کو اس طرح نظرانداز کردینا اس کے ساتھ ایسا تمسخر اور استہزاء کرنا تو اللہ تعالیٰ تو یہ سب کچھ دیکھتے ہیں، وہ راتوں رات سب کچھ تبدیل کرسکتا ہے تو اس وقت سینٹ چونکہ واحد ادارہ ہے اس ملک میں، ایک جمہوری ادارہ ہے اور ایوان بالا ہے، اس کے ارکان کو اپنی ذمہ داریاں اس معاملہ میں جو بڑی نازک ذمہ داریاں ہیں اور اللہ تعالیٰ کو سامنے رکھ کر اپنی ذمہ داریاں نبھانی چاہئیں، تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی سرخروں ہوں گے، اور قوم کی بارگاہ میں بھی سرخروں ہوں گے، ورنہ ہمارے سامنے بھی کسی وقت اللہ تعالیٰ کی کہ اس کے ہاں دیر ہے اور اندھیر نہیں ہے، تو ہم سب کو اس وقت پورے اخلاص سے صدر صاحب کی رہنمائی کرنی چاہئے اور ان کو اصرار سے، اس کو منت سماجت سے کہنا چاہئے کہ واقعی ہم تیار ہیں، آپ جو شریعت آرڈیننس کی شکل میں شریعت کیلئے جو بھی اقدام کرتے ہیں، اگر آپ اسے مؤثر شکل میں ہمارے سامنے کوئی چیز لائیں تو ہم ایک منٹ میں اس کو پاس کریں گے۔

ہندوستان کے معروف علماء کا والدہ مرحومہ کی تعزیت

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی

۱۰ ررمضان المبارک ۱۴۰۸ھ: محبّ گرامی منزلت جناب مولانا سمیع الحق صاحب زیدمکارمہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، الحق کے تازہ شمارہ سے مخدومہ والدہ صاحبہ کے انتقال کی افسوس ناک اطلاع ملی۔ میں چونکہ اس مرحلہ سے گزر چکا ہوں اسلئے جانتا ہوں کہ کسی عمر میں بھی یہ حادثہ پیش آئے فرزند کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ بچہ ہے اور اسکے سر پر سے سایۂ رحمت اٹھ گیا۔ میری طرف سے آپ اور حضرت والد ماجد دلی تعزیت قبول فرمائیں۔ یہاں بعد عصر رمضان المبارک میں ختم خواجگان ہوتا ہے مرحومہ کیلئے اس موقع پر دعائے مغفرت کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان کا درجہ بلند فرمائے اور آپ حضرات ان کیلئے صدقہ جاریہ اور ذخیرہ آخرت بنیں۔ والسلام مخلص

ابوالحسن علی، از رائے بریلی دائرۂ شاہ علم اللہؒ،

مولانا محمد منظور نعمانی، لکھنؤ

اگست ۱۹۸۸ء: برادرم مکرم ومحترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا۔خدا کرے آپ کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت فیوضہم اور خود آپ اور سب متعلقین بخیر و عافیت ہوں،۱۳ رمضان المبارک کا مرقومہ گرامی نامہ ماہ مبارک ہی میں مل گیا تھا، آپ نے اپنی والدہ ماجدہ مرحومہ ومغفورہ کے حادثہ رحلت کی اطلاع دی تھی۔اپنے معمول کے مطابق مرحومہ مغفورہ کے لئے دعا کا اہتمام نصیب ہوا اور جب بھی یاد آجاتا ہے، دعا کرتا ہوں اگرچہ بصیغہ عموم دعا کا مستقل معمول ہے۔اور یہ عاجز اس کو اپنے لئے سرمایہ سعادت سمجھتا ہے،اس دینوی زندگی میں والدہ ماجدہ محترمہ کی جو خدمت آپ کر سکتے تھے اس کا دروازہ تو بند ہو گیا لیکن ان کے لئے مغفرت و رحمت کی دعا اور ایصال ثواب کا دروازہ آپ کے لئے زندگی بھر کھلا رہے گا اور آپ کی یہ خدمت انشاء اللہ محترمہ مرحومہ کے لئے دینوی زندگی کی خدمات سے زیادہ نفع مند اور زیادہ مسرت کا باعث ہوگی۔ اس بارے میں احادیث میں جو کچھ وارد ہوا ہے وہ سب آپ کے سامنے ہے،اللہ تعالیٰ اس عاجز کو بھی محترمہ مرحومہ کے لئے دعاؤں کے اہتمام کی خاص توفیق عطا فرمائے،حضرت والد ماجد مدظلہ کی خدمت میں اس عاجز کا سلام اخلاص عرض کیا جائے۔ اور دعا کی درخواست آپ سے بھی دعا کا طالب ہوں۔اللہ تعالیٰ آپ حضرات کے حق کے مطابق دعا کا اہتمام اس عاجز کو نصیب فرمائے۔اور قبول فرمائے۔ جو عزیز میرے خطوط لکھتے ہیں وہ اواخر رمضان المبارک میں وطن چلے گئے تھے حال ہی میں واپسی ہوئی ہے اس لئے یہ عریضہ تاخیر سے لکھا جا سکا ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

محمد منظور نعمانی لکھنو

حضرت مولانا رشید الدین مراد آبادی

محترم ومکرم جناب مولانا سمیع الحق زادہ مجدہ۔سلام مسنون،

مرسلہ ملفوف پہنچا، یاد فرمائی کا شکریہ! والدہ ماجدہ کے انتقال کی خبر سے ہم سب کو سخت صدمہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ مدرسہ میں بھی ایصال ثواب کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے،حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت میں بھی سلام کے بعد کلمات تعزیت پیش فرما دیں۔ اہلیہ کو بھی بہت صدمہ ہوا، وہ بھی سلام اور کلمات تعزیت پیش کرتی ہیں، باقی سب خیریت

ہے۔ حضرت مولانا اسعد مدنی کی طبیعت پچھلے دنوں خراب ہوگئی تھی اور اب الحمد للہ بعافیت ہیں۔ اسفار بھی شروع ہو گئے ہیں۔ ۲۲ جون سے انگلینڈ، امریکہ کناڈا اور فرانس کا سفر شروع ہوگا۔ واپسی حج کے بعد ہوگی ان شاء اللہ۔ لواحقین اور پرسان احوال حضرات سے سلام فرما دیں۔ دعواتِ صالحہ میں یاد رکھیں۔ خدا کرے مزاج بعافیت ہوں۔

فقط والسلام طالب دعا:

احقر رشید الدین مراد آباد

حضرت مولانا عبدالحقؒ کا حقانیہ میں ختم بخاری شریف کے موقع پر زندگی کا آخری خطاب

ایک لازوال نعمت حصول علم حدیث: محترم بزرگو! آپ حضرات کو معلوم ہے کہ میں اس سال علالت، بیماری، نقاہت اور کمزوری کی وجہ سے کما حقہ آپ کی خدمت کرنے سے محروم ہو گیا ہوں، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے علوم حدیث کی خدمت کیلئے صحت وعافیت سے نوازے اور آپ کو بھی علم نافع نصیب فرمائے۔

محترم بھائیو! یہ علم حدیث سے تعلق بہت بڑی سعادت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرف بخشا ہے، اس پرفتن زمانے میں اور مادہ پرستی کے دور میں کہ لوگوں کے دل ودماغ اس فانی اور زائل ہونے والے مال ودولت کے حصول کیلئے پریشان رہتے ہیں، دنیا اور دولت کمانے کے لئے دوڑ دھوپ کو مقصود زندگی بنالیا ہے مگر آپکو اللہ نے علوم حدیث حاصل کرنے کی لازوال نعمت سے سرفراز فرمایا۔

احیاء سنت کے ثمرات ونتائج

اللہ کریم اس کے برکات وثمرات سے بھی سرفراز فرمائے، آپ کا یہ علم حدیث میں کمال درجہ محنت مطالعہ بڑی نیک بختی ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: نضرّاللّٰہ امرأً سمع مقالتی فحفظها فاداها کماسمعها (مسند البزار:۳۴۱۶) ''تروتازہ رکھے اللہ تعالیٰ اس آدمی کو جس نے میری بات سنی، پھر یاد کیا، پھر پہنچایا جیسا کہ سنا تھا'' نیز ارشاد فرمایا: من احیا سنتی فقد أحبنی ومن أحبنی کان معی فی الجنة(مشکوٰۃ: ح۱۷۵) ''جس نے میری سنت زندہ کی تو اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی تو وہ میرے ساتھ جنت میں اکھٹا ہوگا''

طلبہ دین خلفاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللهم ارحم خلفائی ”اے اللہ! میرے خلفاء پر رحم فرما“ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے خلفاء وہ ہیں جو احادیث پڑھتے ہیں پھر اس کی اشاعت میں مشغول رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو یہ مشغولیت مبارک بنادے اور پوری امت کے لئے خیر وفلاح کا باعث ہو۔

دارالعلوم حقانیہ کی دارالعلوم دیوبند سے نسبت

محترم بزرگو! اللہ تعالیٰ ہم اور آپ کو اپنی خصوصی توجہات سے نوازے کہ ہمیں یہاں دارالعلوم حقانیہ میں جمع ہونے اور علوم ومعارف کی تحصیل وتعلیم کے گراں قدر مشغلہ میں وقت لگانے کی توفیق عطافرمائیں، دارالعلوم حقانیہ نے اپنے تعلیمی، تربیتی، تدریسی خدمات، تبلیغی فرائض انجام دینے، خدا کی راہ میں حق گوئی اور حق شناسی کا جذبہ پیدا کرنے، ہروقت وہرمحاذ میں باطل قوتوں سے ٹکرانے والے، بے پناہ، ایمانی قوت، ہرفن کی ہرمشکل ترین کتاب میں سیر حاصل بحث وتمحیص حاصل کرانے کی صلاحیت اور استعداد مہیا کرنے میں دارالعلوم دیوبند ہی کے طرز وطریقہ کو اپنا محور بنایا ہے، یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء دیوبند بالخصوص حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ نے اسے دیوبند ثانی اور پاکستان کے دیوبند کے لقب سے نوازا ہے، خداتعالیٰ بزرگوں کے حسن ظن کا صحیح استحقاق عطا فرمائے گویا دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم دیوبند کا پرتو ہے، درحقیقت یہ شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے فیوض وعلوم کے برکات ہیں اور اپنے اساتذہ کی توجہات اور شفقتیں ہیں۔

دارالعلوم کا فیضان عام

محترم بزرگو! بحمد اللہ دارالعلوم حقانیہ نے بھی دارالعلوم دیوبند کی طرح یوم تاسیس سے لے کر آج تک ہزاروں فضلاء، علماء حقانی، مدرسین، مفتیان عظام مبلغ، بالخصوص مجاہدین فی سبیل اللہ پیدا کئے اور خدا کا فضل ہے اور یہ اس کی خصوصی عنایت ہے کہ آج خدمت دین متین کے جتنے بھی شعبے ہیں اس میں دارالعلوم حقانیہ کو اپنے ابناء کے ہمتوں اور محنتوں کے ذریعہ ایک بہت بڑا مقام ملا ہے، تعلیم وتعلم کے میدان میں، دارالعلوم کے فضلاء کو صفِ اول میں جگہیں مل رہی ہیں، دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں دارالعلوم کے فضلاء بہت بڑی تعداد میں کام کررہے ہیں اور ملکوں ملکوں پہنچ رہے ہیں، تدریسی

خدمات کے حلقوں میں پاکستان، افغانستان اور دیگر بیرونی ممالک کے دینی مدارس میں بھی دارالعلوم کے طلبہ بڑی کثرت اور امتیازی طور پر کام کررہے ہیں اور آج افغانستان کے کارزار میں حق وباطل کے درمیان عظیم جنگ لڑنے اور جہاد فی سبیل اللہ میں پوری بلند ہمتی اور کمال اخلاص کے ساتھ شریک ہونے والے بھی فضلائے حقانیہ ہیں جن کو بحمد اللہ قیادت حاصل ہے جس میں مولوی محمد یونس خالص حقانی اور مولوی جلال الدین حقانی کے نام سرفہرست ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ کواللہ تعالیٰ نے اساتذہ بھی ایسے عطا کئے ہیں جونہایت قابل، بے حد محنتی اور ہرفن میں مہارت رکھنے والے متقی پرہیز گار ہستیاں ہیں اور ہمارے سرپرست ہیں، ماہر اساتذہ کا حسین گلدستہ ہے جو اللہ نے دارالعلوم کومرحمت فرمایا ہے۔

شیخ الہند کی فضلاء کوزرین نصیحت

محترم بھائیو! حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن سے دورہ حدیث کے طلباء نے نصیحت کرنے کا مطالبہ کیا توانہوں نے ارشاد فرمایا: ''کہ عزت وعظمت اور وقار کی پگڑی آپ کی وجہ سے ہمارے سرپر رکھی گئی ہے یعنی لوگ جوہمیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یہ آپ کی برکت ہے،تو خدا کے لئے اس پگڑی کو ہمارے سروں سے نہ چھینیں اللھم انی اعوذبك من الحور بعدالكور تو اگر آپ نے اپنے اوطان اور بلاد میں جاکر کبر ونخوت ،بغض وحسد، نازیبا افعال، اقوال اور نامناسب اخلاق کا مظاہرہ کیا تو آپ کی ناشائستہ حرکات،سکنات سے وہی عزت جوہمیں ملی ہے ختم ہوجائے گی اور اگر آپ تواضع عجز، انکساری ،تقوی، زہد اور پرہیزگاری اور ایسے اعمال اختیار کریں جوعلم کے تقاضے کے مطابق ہو اور عوام کے ساتھ حسن رابطہ اور اچھے تعلقات کو اپنا معمول بنالیں تو یہ آپ کی نیک نامی کا سبب بنے گا اور اس کی وجہ سے آپ کے مشائخ واساتذہ دارالعلوم اور دیگر منتظمین کی عزت دو بالا ہوگی۔ (ضبط وترتیب: مولانا شوکت علی حقانی۔الحق ج۲۳،ش۱۲،ص۱۳ستمبر۱۹۸۸ء)

سینٹ میں مولانا سمیع الحق کا تعزیتی خطاب

صدر ضیاء الحق کی شہادت اور ہماری ذمہ داری

مرحوم صدر جنرل ضیاء الحق کے سانحہ وفات دوسرے روز صبح ۱۸راگست کو سینٹ کا تعزیتی اجلاس ہوا اس میں قائد جمعیت مولانا سمیع الحق نے حسب ذیل تعزیتی خطاب فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ o وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

جناب چیئر مین صاحب! موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے کسی کو مفر نہیں، لیکن کسی کی موت پورے ملک کیلئے ایک المیہ بن جاتی ہے، بے شک ہم ایک قومی المیہ سے دوچار ہوئے ہیں، صدر ضیاء الحق مرحوم، میں سمجھتا ہوں وہ خوش قسمت تھے، عملاً ایک جہاد کی صورت میں انہیں شہادت نصیب ہوئی ہے کیونکہ وہ فوجی مشقوں کو دیکھنے کیلئے مملکت کی سرحدات کی نگرانی کے مشن پر تھے، جسے حدیث میں رباط کہا گیا ہے، یعنی اسلامی مملکت کی سرحدات کی نگرانی اور اسکے لئے حفاظتی تدابیر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بڑے بڑے فضائل بیان فرمائے ہیں، ایک رات کی رباط ستر سال لیلۃ القدر سے بھی بڑھ کر ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ان کو تو اللہ نے شہادت کا مقام دے دیا، بہرحال المیہ قوم کا ہے، ہمارے ہاں بلکہ پورے عالم اسلام کی بدقسمتی سے قیادت کا فقدان ہے، عالم اسلام کا سب سے بڑا مسئلہ اس وقت قیادت کی کمی ہے، اللہ تعالیٰ اس قوم کو بھی جو اس خلا سے دوچار ہوئی ہے، اس صدمے کو سہنے اور اس آزمائش سے سرخرو ہو کر نکلنے کی توفیق دے۔

اس وقت ایک عظیم مسئلہ افغانستان کا تھا، صدر صاحب سے ہزار اختلاف کے باوجود اس مسئلے میں ہمیں ان سے مکمل اتفاق تھا کہ صدر صاحب کا موقف حق پر ہے، انہوں نے اسلام کے جرنیلوں کی تاریخ میں جہاد افغانستان کی شکل میں ایک عظیم سنہری باب کا اضافہ کیا، ان کی کوششیں اور مجاہدین کی قربانیاں کامیابی سے ہمکنار ہونے والی تھیں، کہ ایسی حالت میں یہ صدمہ آیا، اس مسئلے میں حکومت کی پوری توجہ اسی مشن پر مبذول رکھنی چاہئے، جو صدر ضیاء الحق نے شروع کرایا تھا، میں سمجھتا ہوں کہ اسی پالیسی کو جو افغان مسئلے میں صدر صاحب مرحوم نے اختیار کی تھی، اسی پالیسی اور اسی مشن کو حکومت کے سامنے رکھنا چاہئے اگر عالمی سازشیں خدانخواستہ اس شکل میں اس کامیابی کو خطرات سے ہمکنار کرنا چاہتی ہیں اور اس حادثہ میں غالباً ایسے عناصر کا ہاتھ بھی ہو تو اس کا عملی جواب یہ ہے کہ ہم صدر صاحب کے مشن کو کامیابی سے ہمکنار کریں، اور وہاں مجاہدین کو جب تک حکومت قائم کرنے کا حق نہ ملے اس مشن میں اس تسلسل کو برقرار رکھیں، صدر صاحب مرحوم ایک ایسے وقت میں گئے ہیں کہ ہم مشرق ومغرب دونوں سرحدات پر انتہائی نازک خطرات سے دوچار ہیں، ایسا وقت پوری قوم کیلئے، سیاستدانوں کیلئے، فوج کیلئے بھی اور حکمرانوں کیلئے ایک امتحان ہے کہ ہم اس آزمائش میں مکمل یک جہتی، اتحاد وتنظیم کو برقرار رکھیں، اور قومی مفادات کو ترجیح دیں اور وقتی مفادات سے ہٹ کر ملک کی حفاظت وسلامتی پر پوری توجہ مبذول رکھیں، خدانخواستہ ایسی حالت میں کوئی افراتفری، ہنگامہ

آرائی اور مفادات پر مبنی سیاست اگر سامنے آ گئی تو ہم تو پہلے ہی بیرونی خطرات سے دوچار ہیں، خدانخواستہ ہماری داخلی کمزوری دشمن کیلئے بہانہ نہ بن جائے ،قوموں پر ایک امتحان مخالف اور موافق کیلئے ہوتا ہے،ایسے وقت میں سارے اختلافات بھول جانے چاہئیں اور گویا جب تک ہمیں پورا اطمینان نہ ہو کہ اب ہم خطرات سے نکل چکے ہیں، اس وقت تک ہم قومی مفاد کو سب سے پہلے نگاہوں کے سامنے رکھیں، ہم ایک نازک امتحان میں آئے ہیں اور قوم کو یہ ثابت کرنا ہے کہ مارشل لاء کے بغیر بھی فوج کی چھتری کے بغیر بھی ہم آزمائش کی گھڑیوں میں سرخرو ہو سکتے ہیں، ہمیں خوشی ہے کہ فوج نے نہایت تدبر، عاقبت اندیشی اور دوراندیشی کا مظاہرہ کیا ہے، ورنہ رات فوج چاہتی تو پورے ملک کو کنٹرول میں لے سکتی تھی ، مجھے آخری وقت تک کھٹکا تھا، مجھ سے اخبار والوں نے دو تین دفعہ پوچھا کہ صبح اجلاس ہوگا یا نہیں، میں نے کہا اگر سینٹ رہا تو؟ تو خدانخواستہ اگر ایسا اقدام ہوتا تو وہ اس ملک کو تباہی سے دوچار کر دیتا،تو کابینہ اور جرنیلوں نے بیٹھ کر نہایت متوازن فیصلہ کیا، دوراندیشی کا مظاہرہ کیا ہے ، امید ہے کہ آج فوج پوری توجہ ملک کی سرحدات کی حفاظت پر مبذول رکھے گی اور اس موقع پر سیاست دان ثابت کردینگے کہ ہم فوج کے بغیر اور مارشل لاء کے بغیر ملک کے نظم ونسق کو چلا سکتے ہیں۔

صدر صاحب کے اسلام کے بارے میں جو جذبات تھے ، احساسات تھے ، اور اعلانات تھے تو آج وہ رہ رہ کر ہمیں یہ خیال آتا ہے اور افسوس ہوتا ہے کہ کاش! وہ اپنے جذبات اور احساسات کو جو اسلام کے بارے میں تھے ، کو عملی شکل دے سکتے ، وہ اگر چاہتے تو اللہ نے انکو گیارہ سال کا ایک عظیم موقع دیا تھا، یہ بہت طویل مدت ہے ، میں نے تنہائی میں اور دوسرے لوگوں نے بھی بار بار ان کو ہر طریقے سے کہا کہ اللہ کے دیئے گئے اس موقع کو، اس نعمت کو آپ للہ استعمال کریں آپ اگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے، جرأت مؤمنانہ سے کام لے کر جو بھی کرنا ہے وہ عملاً کر دکھائیں اور اس قوم کو اپنی منزلِ مقصود تک پہنچائیں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان کے جذبات تھے ، انہوں نے میرے سوال کے جواب میں اپنے دل کے اوپر ہاتھ رکھ کر مجھے کہا کہ مولانا مجھ میں جرأت مؤمنانہ الحمدللہ ہے، میں نے کہا کہ ہے تو اسے اللہ تعالیٰ اور بڑھا دے ،لیکن آپ اسکو استعمال کرے۔

بہرحال ایک سنہری موقع جو ان کے ہاتھ آیا تھا اس سے انہوں نے اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں صحیح فائدہ نہیں اٹھایا، ورنہ آج تاریخ میں ان کا مقام عمر بن عبدالعزیزؒ اور اورنگزیب عالمگیر سے کم نہ ہوتا، ہمیں یہ حادثہ سبق دیتا ہے ، کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی نعمت اور موقع ملتا ہے، اس کی قدر کرنی چاہیئے ، اس کی شکر گذاری یہی ہے کہ جس مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ نے ذرائع

دیئے ، وسائل دیئے ہیں، اسباب دیئے ہیں اس کو اسی مقصد میں استعمال کیا جائے ہمارے سامنے دوسانحے آئے ہیں، ایک قومی اسمبلی کے توڑنے کی شکل میں اور دوسرا اس المناک سانحہ کی شکل میں ان دونوں سے حکومت کو اور سینٹ کو اور پوری انتظامیہ کو عبرت حاصل کرنی چاہئے یہ عبرت کا سامان ہے ، اس سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے کہ اللہ جو موقع دیتا ہے ،اسے اگر انسان گنوا بیٹھے تو بعد میں افسوس اور پچھتاوے سے کچھ نہیں ہوتا ، بہرحال ان کا دور اس ملک کیلئے بحیثیت مجموعی ایک شرافت کا دور تھا، وہ ایک شریف النفس سیاستدان تھے ، وہ ایک متواضع انسان تھے ،آج ہم اور پوری قوم ان کی جدائی کے سوگ میں شریک ہیں ان کا ہم پر حق ہے کہ ہم ان کیلئے دعائے مغفرت کریں اوران جرنیلوں اور ملک کے سپاہیوں کو جوان کے ساتھ اس سانحہ میں شہید ہوئے ہیں ان کیلئے بھی دعائے مغفرت کریں۔

ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے ہی اس ایوان سے جو گویا کہ اس گھر کا ایک ممبر تھا (چیئر مین غلام اسحاق خان کی طرف اشارہ ہے) ہماری ہی برادری سے جس کا تعلق تھا آج ان کو اللہ تعالیٰ نے زمام اقتدار دیا ہے ، وہ ایک منجھے ہوئے اور سنجیدہ وتجربہ کار اور متحمل سیاستدان بھی ہیں اور انکی شخصیت ایسی ہے کہ ان کو تمام چیزوں کا تجربہ حاصل ہو چکا ہے ،قوم کے مسائل اور حالات پر ان کی نظر ہے ، ملک میں جو مسائل ہیں تین سال (سینٹ) میں مسلسل ان کی نشاندھی کرائی گئی ہے ،امید ہے کہ وہ ان تمام چیزوں کو نگاہ میں رکھیں گے ، اللہ ان کی غیبی مدد فرمائے اور انکو توفیق دے کہ جمہوری طریقے سے، آئینی تقاضوں کے مطابق اس ملک کو ان بحرانوں سے نکال سکیں اور ملک کو صحیح جمہوریت دے سکیں۔

دارالعلوم حقانیہ میں سانحہ بہاولپور کے متعلق مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا اظہار خیال

۱۹؍ اگست بروز جمعہ جامع مسجد دارالعلوم میں مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم نے اپنے خطبہ جمعہ کے اختتام پر بہاولپور کے المناک حادثہ کے بارے میں مختصراً اظہار خیال کیا جس سے اس مسئلہ کے دیگر کئی پہلوؤں پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

حضرات علمائے کرام اور طلبائے کرام اور مسلمان بھائیو! نماز کے بعد بڑی عاجزی ، انکساری اور توجہ والحاح کے ساتھ ملک کی سلامتی ، بقاء خیر خواہی اور بھلائی کیلئے اجتماعی طور پر دعا کریں کہ ملک کی حفاظت تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے ، اس وقت ملک کے ایک بہت نازک آزمائش میں ہے

اور ملک کے اہم نازک موڑ پر اچانک ایسا حادثہ پیش آیا کہ دشمن بھی اس کا تصور نہیں کر سکتے تھے، سیاسی مخالفین بھی حیرت واضطراب اور پریشانی میں ہیں ہمارے لئے سب سے بڑا اور عظیم مسئلہ جو خطرہ نظر آتا ہے، وہ جہاد افغانستان کی آزادی اور وہاں اسلامی حکومت کے قیام کا مسئلہ ہے، افغان مجاہدین نے بڑی قربانیوں کے ساتھ، دنیا کی سب سے بڑی ظالم اور جابر طاقت کو شکست دے دی، سولہ لاکھ افراد اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان اور شہید ہوئے، ۵۰ لاکھ مسلمان اس ملک میں دربدر، ریگستانوں میں اور آسمان کی نیلی چھت تلے، مہاجرت اور مسافرت کی زندگی گذار رہے ہیں، جناب صدر ضیاء الحق مرحوم کے ساتھ ہزارہا اختلافات کے باوجود اور کئی سال سے ملک کے اندر نفاذ شریعت کے معاملہ میں ان سے جھگڑے اور نزاع کے باوجود افغانستان میں انکے مؤقف اور استقامت کی ہم نے بھرپور تائید اور حمایت کی، اور اسے اپنا دینی فرض سمجھا، ہماری مروجہ سیاست کے فروغ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی،، نہ ہم مغرب کی لادینی جمہوریت کے فروغ کیلئے صدر مرحوم سے جھگڑ رہے ہیں، اور نہ ضیاء الحق مرحوم سے ہماری لڑائی اس لئے تھی کہ وہ چلا جائے اور بےنظیر یا کوئی اور برسرِ اقتدار آجائے، ان چہروں کی تبدیلی سے ہمارے مسئلے حل نہیں ہونے تھے اور قوم وملک لئے کوئی مفاد کی بات نہیں تھی، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا، ہماری لڑائی صدر ضیاء الحق مرحوم سے اس بات پر تھی اور ہم نے بارہا، اس پر واضح کردیا تھا، کہ جناب! اللہ نے آپ کو بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اقتدار کی صورت میں آپ کو موقع بخشا ہے، بے پناہ وسائل اور قوت بخشی ہے اسے تم شریعت کے نفاذ میں استعمال کر کے ملک میں صحیح معنوں میں کلیۃً نفاذ شریعت کا اعلان کردیں، کہ مسلمانوں کو ہمیشہ کیلئے لادین سیاستدانوں، مفاد پرست طبقات اور ظالم اور خودغرض لیڈروں سے نجات مل جائے۔ وہ مسلسل اسلام کی آواز بلند کرتے رہے، جذبات بھی ان کے یہی تھے، احساسات بھی تھے، مگر قسمت کہ ان کے ہاتھ سے نفاذ اسلام کا مرحلہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا، میں نے کل سینٹ میں بھی اپنی تقریر میں یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑا موقع بخشا تھا اور پھر بظاہر اپنے دعاوی، اعلانات اور جذبات اور اسلامی فکر کے لحاظ سے یہ توقع کی جاسکتی تھی کہ ان کے ہاتھوں قوم منزلِ مقصود تک پہنچ سکے گی۔ ان کی باتیں اسلام کی محبت سے بھرپور اور جذبات اسلام سے معمور ہوا کرتے تھے، ان کے دل میں درد تھا، تڑپ تھی، شب وروز ان کا یہی ورد تھا مگر اب خدا ہی جانتا ہے کہ ان کیلئے کیا موانعات تھے؟ کیا کیا اور کون کون سی رکاوٹیں تھیں؟ کاش! کہ ملک میں مکمل نفاذ شریعت کی سعادت بھی ان کی قسمت میں لکھی ہوتی، اگر ایسا ہوجاتا، تو ایک بے مثال مقام اسے حاصل ہوتا اور ملک کو ہمیشہ کیلئے بے دین اور پیشہ

ورسیاستدانوں سے نجات مل جاتی ،مگر یہ اللہ کو منظور نہ تھا

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

بہر حال ملکی حالات اور نفاذ شریعت کا مسئلہ تو ہمارے اپنے ملک کی بات تھی ،اس مسئلے پر ہم نے ان سے لڑائی لڑی، مطالبے کئے ،تحریکیں چلائیں، سیاسی دباؤ ڈالا، جس کے نتیجے میں مرحوم کوئی قدم اٹھا بھی لیتے ، کچھ اقدامات کر بھی لیتے گو کہ وہ ناقص ہونے اور اصلاح طلب بھی، ہم نے سات اپریل ۱۹۸۸ء کو جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام صدر ضیاء الحق مرحوم کے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کے دوران اسمبلی کے گیٹ کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا تھا، نفاذ شریعت کا مطالبہ کیا تھا، اور کتبے لگائے تھے اوران پر لکھا تھا،شریعت بل منظور کرو، اورمنافقت چھوڑ دو، شریعت بل سے اعراض وانکار کرکے خدا کے غضب کو دعوت نہ دواور پھر جب صدر ضیاء الحق مرحوم اسمبلی گیٹ کے سامنے آئے ،تو میں نے ان کتبات کا ہار بنا کر صدر ضیاء الحق کے سامنے اڑ گیا،اخبارات میں اسکی تفصیلات آئیں اورالحمدللہ ! کہ اسی میں نے کوئی لچک اور کوئی مداہنت نہیں کی اوراپنی لڑائی احسن طریقہ سے جاری رکھی ،مگرایک دوسرا مسئلہ جو عظیم مسئلہ اور تمام امت مسلمہ کی اہمیت کا مسئلہ ہے ،وہ مسئلہ افغانستان ہے، مسئلہ افغانستان میں ہم شرح صدر کے ساتھ پہلے روز سے صدر مرحوم کو حق پر سمجھتے تھے ،مسئلہ افغانستان اوراسکے تمام پہلوؤں کو ملحوظ رکھ کر آج تمام عالمی طاقتوں کو اس بات کا اعتراف ہے ، تمام دوست اور دشمن اس بات کے قائل ہیں، کہ اس مسئلے کی کامیابی اور مقصد سے ہمکناری کا سہرا افغان مجاہدین اورمرحوم ضیاء الحق کے سر ہے ،اس تمام گاڑی ڈائیور وہی تھے۔اورہمیں معلوم ہے کہ دنیا کے بڑی طاقتیں اس مسئلہ میں انہیں کس طرح دباؤ اورخوف میں رکھے ہوئے تھیں،مگرمرحوم صدر نے اس مسئلہ میں تمام امور کو داؤ پر لگایا دیا تھا،کل مجھے مرحوم ضیاء الحق کے ایک قریبی معتمد سیکرٹری نے رورو کر بتایا اور کہا کہ صدر صاحب کے ساتھ ایک غیرملکی دورے میں شریک تھا تواس وقت روس کی ایک ذمہ دارشخصیت نے لب ولہجہ بدل کر مرحوم سے کہا کہ ہمارے اس علاقے میں جوعزائم اورمقاصد ہیں ہم خوب سمجھتے ہیں، ان کی تکمیل اورتحصیل میں آپ ہمارے لئے سب سے بڑی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں ہم نے ہرطریقہ استعمال مگرآپ کا علاج ہمارے پاس نہیں ہے، اگرآپ نے اپنی پالیسی نہ بدلی ،اور لچک پیدا نہ کی ،تو آپ کواس طرح اچک لیا جائے گا، کہ کسی کوخبر بھی نہ ہوگی ،تواس موقع پر صدر ضیاء الحق مرحوم نے بڑے اطمینان سے اسے جواب میں کہا، دیکھو میں مؤمن اورمسلمان ہوں

اور بحیثیت مسلمان میرا اللہ کی ذات پر یقین ہے کہ میری جان اسی کے قبضہ میں ہے، میری موت وحیات کے وہی مالک ہیں، اگر تم لوگ میرے ایک ایک بوٹی کر کے فضاء میں بکھیر دو تب بھی اس مسئلہ میں، میں ہرگز نہیں جھکوں گا۔ وہ شخص یہ بات بیان کرتے جاتے، اوراس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، رو رہے تھے، دو تین ماہ سے روس اس قسم کی باتیں کر رہا تھا، اوراس کی جانب سے دھمکی آمیز خبریں آ رہی تھیں، منزل قریب تھی، روس کے تمام عزائم، مقاصد اور سکیمیں ناکام ہو رہی تھیں، مجاہدین نے بڑی تیزی اور پامردی سے اپنے حملوں کی یلغار کر دی، مرحوم صدر ضیاء الحق جنیوا معاہدہ کے اول روز سے موجودہ شکل میں مخالف تھے، وہ مجاہدین کے بغیر ایسے معاہدے کے لئے ہرگز تیار نہ تھے، مگر نام نہاد جمہوریت یہاں پر بھی وہ کام کرگئی، جو مسلمانوں کی حریت اور جوش جہاد پر ایک کاری ضرب تھی، جب جمہوری دور آیا تو اس وقت کے وزیراعظم محمد خان جونیجو پر ہم نے ساری حقیقتیں واضح کر دیں، تمام پہلوؤں سے آگاہ کر دیا، کہ روس اورامریکہ دونوں افغانستان میں مجاہدین کی اسلامی حکومت کے مخالف ہیں، وہاں کی حکومت اور مستقبل کی آزاد اسلامی ریاست مجاہدین کا حق ہے، ان کی شرکت اور رضامندی کے بغیر کوئی معاہدہ نہیں، لیکن وزیراعظم نے ساری باتیں پسِ پشت ڈالدیں، اور جنیوا معاہدے پر دستخط کر دیئے، جناب جونیجو صاحب کی شکست اوران کی حکومت کی ناکامی اور برخواستگی کی ایک باطنی وجہ یہی ہے کہ اس نے مجاہدین کی قربانیوں اور خونِ شہیداں سے تمسخر کھیلنا چاہا۔

ماہ دوماہ سے روس نے واضح طور پر صدر ضیاء الحق شہید رحمہ اللہ اورحکومت پاکستان کو وارننگ دی تھی، کہ اگر پاکستان اپنی پالیسی تبدیل نہیں کرتا، اور مہاجرین کی مدد ترک نہیں کرتا، تو ہم پاکستان کی اعلیٰ شخصیات کو نشانہ بنائیں گے، اس وارننگ کے بعد صدر ضیاء الحق مرحوم کے قریبی رفقاء نے ان سے واضح طور پر یہ کہہ دیا تھا کہ ان دھمکیوں کے بعد عام سفر بند کر دیں، ہر قدم حزم واحتیاط سے اٹھائیں۔ مرحوم صدر نے اس وقت بھی یہی کہا تھا کہ تم کیسے مسلمان ہو، کہ ایسی باتیں کرتے ہو، جو گولی میرے مقدر میں لکھی ہے، وہ ضرور مجھے لگے گی، بہرحال ایسے حالات میں جب جہاد افغانستان میں مسلمانوں کی قربانیاں ٹھکانے لگ رہی تھیں، تو تمام اربابِ بصیرت اوراہلِ دانش کی رائے یہی ہے کہ اس جہاد افغانستان کی پاداش میں مرحوم صدر ضیاء الحق کو سازش کے ذریعہ قتل کرادیا گیا، تاکہ جہاد سرد پڑ جائے، اور کامیابی سے ہمکنار ہونے والے مجاہدین کی یلغار روکی جاسکے۔ بہرحال مرحوم صدر نے مسئلہ افغانستان میں ملت مسلمہ کا سرِ فخر اونچا کر دیا ہے، اس نے دنیا کی ایک بڑی سپر پاور طاقت اور روس جیسی ظالم طاقت کو مجبور کر دیا، کہ آج وہ پسپائی کر رہی ہے، ہماری عظمت

رفتہ جو بنگال میں برباد ہوئی تھی، الحمدللہ آج جہاد افغانستان میں وہ دوبارہ بحال ہوگئی۔

جہاد کی کامیابی کا سہرا مجاہدین اور صدر ضیاء الحق مرحوم کے سر ہے، آج پریشانی کا مسئلہ یہ ہے کہ ایسے حالات حادثہ پیش ہوا کہ اس مسئلہ میں ان کا متبادل بظاہر کوئی دوسرا انتظام نہیں، قحط الرجال ہے، خلا ہے، آج تمام مسلمان سربراہوں کا اپنے ذاتی کردار عمل کے لحاظ سے اتنا وزن نہیں ہے اور وہ ایمانی قوت اور خالص اسلامی زندگی نہیں ہے، مرحوم صدر تو مسلمانوں کے صف اول کے ایک رہنما تھے، شاہ فیصل مرحوم جب امت مسلمہ کے اتحاد اور اس کی ترقی کے فکر وغم میں شب وروز لگے رہے تو اسے راستے سے ہٹا لیا گیا اور آج ایسے حالات میں جب مسئلہ افغانستان کامیابی سے ہمکنار ہونے والا تھا تو صدر ضیاء الحق مرحوم کو راستے سے ہٹا دیا گیا، اور پھر ہماری ملک میں تو قحط ہی قحط ہے، ڈیڑھ انچ کی مسجدیں سب نے بنا رکھی ہیں، کفر، بے حیائی، الحاد اور مخالف اسلام ازموں کے نعرے لگ رہے ہیں، ایک دوسرے کی عزت کو لوٹا جا رہا ہے، بزرگوں کی داڑھیوں کو نوچا جا رہا ہے، ایسے حالات میں ملکی مسائل کے ساتھ ساتھ مسئلہ افغانستان بھی ویسے کا ویسا رہ گیا، مگر اللہ سے مایوس نہیں، اللہ تعالیٰ مجاہدین کے خون کو رائیگاں اور ضائع نہیں ہونے دیں گے، میرا یقین ہے کہ ان شاء اللہ وہاں اسلامی حکومت ضرور قائم ہوگی، مگر ظاہری اسباب اور وسائل کی حد تک ملک کے ارباب حل وعقد کیلئے ایک بہت بڑا اور خطرناک اور حساس موڑ آ گیا ہے۔

یہ حقائق تو بعد میں سب پر واضح ہوں گے، کہ ہمیں کتنا بڑا خسارا پہنچا، مرحوم صدر کے ساتھ ہمارا ملکی سطح پر نفاذ شریعت کے معاملہ میں اختلاف تھا، سیاسی جنگ شروع تھی، وہ اسلام کا نعرہ لگاتے تو ہم نے عملاً نفاذ شریعت کیلئے اس کے گریبان میں ہاتھ ڈالا کہ اس ملک میں اسلام نافذ کردو۔

اب ملک کو داخلی اور خارجی خطرات درپیش ہیں، روس جس طرح کی باتیں کرتا ہے، بھارت بھی وہی بولتا ہے، بھارت نے گذشتہ دنوں پاکستان کو پھر سے دھمکیاں دی ہیں، کہ وہاں سکھوں کی تحریک اور مزاحمت، پاکستان کی فتنہ پر ہو رہے ہیں، راجیوں گاندھی نے بھی کہا ہے کہ پاکستان کو میں تلوار کے زور سے درست کردونگا۔ مگر یاد رہے کہ پاکستان کو کوئی ٹیڑھی آنکھ سے بھی نہیں دیکھ سکیں گے، ان شاء اللہ، آج ہر طرف سے ہمارے ملک پر یلغار ہے اور ہم گویا چکی کے دو پاٹوں میں ہیں، ملکی حالات بڑے نازک ہیں ایسے موقع پر دعا ہی ایک بڑا ہتھیار اور روحانی قوت ہے اور ٹوٹے دلوں کا سہارا ہے۔ اس کے بعد اجتماعی طور پر ۱۷ اگست کو فضائی حادثہ کے تمام شہداء کیلئے دعائے مغفرت اور ملکی استحکام اور تحریک نفاذِ شریعت کی کامیابی کیلئے دعا کی گئی۔

حضرت مولانا میاں ایاز احمد حقانی*

شفقت ومہربانی کے حسین پیکر

اللہ تعالیٰ کا نظامِ ربوبیت بھی عجیب ہے بعض حضرات اس جہان رنگ و بو میں دیر سے آتے ہیں مگر ان کونشست ''صدیقین اولین'' کے پہلو میں دی جاتی ہے ۔ امام بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ'' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے:

اِنَّہ سیکون فی آخر ھذہ الامۃ قوم لھم مثل اجر اولھم یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکرو یقاتلون اھل الفتن (مشکوٰۃ:ص۵۸۴)

اس امت کے آخر میں کچھ لوگ ہونگے جنکو اجر امت کے پہلوں کا سا دیاجائیگا یہ لوگ ''معروف'' کا حکم کرینگے، برائیوں سے روکیں گے اوراہل فتنہ سے لڑیں گے

یعنی المعروف کا حکم کرنا المنکر سے روکنا اور فتنہ پروازوں سے برسر پیکار رہنا یہی تین وصف ایسے ہیں جو پچھلوں کو پہلوں سے ملا دیتے ہیں ۔ بلا شبہ علم وفضل ،طہارت وتقویٰ زہد و تقدس وغیرہ ایمانی انسانی اوصاف بھی نہایت گرانقدر ہیں مگر ان سارے اوصاف سے آدمی مقبولیت عنداللہ میں اپنے ہمعصروں سے آگے نکل سکتا ہے اوراپنے زمانے کا مقتدیٰ بن سکتا ہے۔ تاہم شمار اس کا اسی زمانہ میں ہوگا جس میں وہ پیدا ہوا اوراس کے اجر وثواب اور درجات کا پیمانہ بھی اسی زمانہ کے لحاظ سے متعین ہوگا۔ لیکن جو چیز قرون متاخرہ کے افراد کوقرون اولیٰ کی شخصیت بنا دیتی ہے وہ صرف اور صرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور''اہل فتن سے جہاد ہے ۔ میرے شیخ ومرشد شیخ المشائخ شیخ الحدیث شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نور اللہ مرقدہ انہی "الآخرون السابقون میں سے ہیں ۔جنہیں یہ ارشادِ نبویؐ لھم مثل اجر اولھم کے شرف وافتخار سے نوزا گیا اور جن کی پوری زندگی ''اہل فتن سے جہاد و پیکار میں گزری ۔

فتنہ اوراہل فتنہ

لغت میں سونے کو کٹھالی میں پگھلاکر پرکھنے کو کہتے ہیں ۔قرآن و حدیث کی اصطلاح میں

---

* مہتمم جامعہ اسلامیہ فریدیہ کانگڑہ شبقدر

''فتنہ'' ان آزمائشوں کا نام ہے۔جن میں ایمان کا'' زرخالص'' پرکھا کہاجاتا ہے اسی ضمن میں وہ بدعتیں گمراہیاں اور جدت طرزیاں بھی آتی ہیں، جن کو اپنے دماغ سے گھڑ گھڑ کر کجرو لوگ دین کے نام سے پیش کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو''اہل فتنہ'' کہاجاتا ہے اور انہی اہل فتنہ سے جہاد کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ جسے اوپر نقل کر چکا ہوں ،حق تعالیٰ نے زائغین کے برپا کردہ فتنوں کو ایمان کے جانچنے اور پرکھنے کی کسوٹی بنایا ہے یعنی اسے ان فتنوں سے تنفر ہے یا کشش ہے؟ جس شخص کے دل میں ایمان جتنا قوی، جتنا مضبوط اور جتنا صحتمند ہوگا۔اسے فتنوں سے اسی قدر نفرت اور بغض وعداوت ہوگی، اس کے برعکس جسکا ایمان جس قدر کمزور اور زیغ آلود اور مریض ہوگا اسے فتنوں کی طرف اسی نسبت سے کشش ہوگی، صحیح مسلم شریف میں حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد مروی ہے:

تعرض الفتن على القلوب كالحصير عوداًعوداًفأىّ قلبٍ اشربهانكت فيه نكتة سوداءٌ وأىٌ قلبٍ انكرها نكت فيه نكتت بيضان حتى تصير علىٰ قلبين ابيض مثل الصفاء فلا تضره فتنة مادام السموات والارض والاخرو اسود مربادّ كاالكوز مخجياً لايعرف معروفاً وّلاينكر منكراً إلا ما أشربه من هواه (المسلم ح ١٤٤)

'' فتنے قلوب کے سامنے آئینگے جیسے چٹائی میں ایک تنکا بنُا جاتا ہے،سو، جس دل نے ان کو جذب کرلیا اس پر سیاہ داغ لگے گا اور جس نے اس سے نفرت کیا اس پر سفید نشان لگتا جائے گا، یہاں تک کی دو قسمیں ہوجائیں گی، ایک سفید (سنگ سفید کی طرح اور چکنا کہ رہتی دنیا تک اسے کوئی نقصان نہیں دے سکتا) دوسرا کالا بھجنگا۔کوزے کی مانند الٹا۔یہ سوائے اپنی خواہش کے جو اس میں رچ بس گئی ہے، نہ کسی بھلائی کو بھلائی سمجھے گا اور نہ برائی کو برائی سمجھے گا۔''

اس حدیث مبارک سے واضح ہوتا ہے کہ فتنے ایمان کی صحت اور مرض کیلئے مقیاس اور کسوٹی ہیں۔جن قلوب میں فتنوں سے مقابلہ کی تب وتاب ہو،وہ صحت مند کہلائینگے اور جن میں فتنوں سے مصالحت کی استعداد ہو، وہ مریض الایمان ہونگے اور مرض بڑھ جانے کی صورت میں یہ لوگ ایمان سے محروم ہوجائینگے، اہل فتنہ سے قتال ایمان کا بلندترین مرتبہ ہے اور اس جہاد وقتال کیلئے چند اوصاف وصلاحتیں درکار ہیں۔

ایمانی حسن فتنوں کی پہچان کی صلاحیت

سب سے پہلے جس چیز کی ضرورت ہے بس اس کا نام ایمانی حِس رکھوں گا اور یہ وہی چیز ہے جس کی طرف اوپر حدیث شریف میں اشارہ کیا گیا ہے یعنی جس طرح ہم آنکھ سے دیکھنے کا، کانوں

سے سننے کا، زبان سے سے چکھنے کا کام لیتے ہیں۔اسی طرح مومن کے دل میں ایک ''ایمانی حاسّہ ہونا چاہیئے جو فتنہ کی بوسونگھنے کی صلاحیت رکھتا ہواور ہر فتنہ کے رنگ وروپ کی تہہ میں چھپی ہوئی اصل حقیقت کو پہچان سکتا ہوا گر یہ ایمانی حِس موجودنہیں اوراس کے گرد وپیش فتنے منڈلاتے ہیں مگر اسے احساس نہیں تو سمجھنا چاہیے اس کا ایمان تندرست نہیں بیمار ہے۔

ایمانی غیرت

دوسری چیز ایمانی غیرت ہے جس کے لئے فتنہ کی ناپاک بدبونا قابل برداشت رہے گی اور وہ بے قرار ہوکر پکار اٹھے۔اینقص الدین وانا حییٌ: کیا میرے جیتے جی دین میں قطع و برید کی جائے گی؟ یہ امت کے سب سے پہلے اورسب سے بڑے صدیق کا جملہ ہے جو اُن سے بے تابی کی اس حالت میں صادر ہوا تھا۔ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوۃ کے بارے میں ان سے نرم روی کی فرمائش کی تھی ۔مؤمن میں اتنی غیرت ضرور ہونی چاہیے کہ وہ دین کو بگڑتا ہوا دیکھ کر بے تاب ہوجائے اور فتنہ کی سرکوبی کیلئے جو کچھ اُس سے بن پڑتا ہو، کر گزرنے کیلئے آمادہ ہوجائے۔

بسالت اور شجاعت

بسالت وشجاعت ہے جو ایمانی غیرت کا مرکب بن کر آتش نمرود میں کود پڑے اور وہ وقت کے کسی بڑے سے بڑے فرعون وشداد کو خاطر میں نہ لائے ۔

تعلق مع اللہ

اللہ تعالیٰ سے قلبی تعلق اپنے ضعف وناتوانی پر نظر اور بارگاہ ربانی سے پیہم التجا ہے، ان صفات کی حامل شخصیت حضرت اقدس شہید ناموس رسالت کو بھی اللہ تعالیٰ نے ان اوصاف کا ملہ سے نوازا تھا اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے وہ کام لیا جو عالم اسلام کے کئی صدیوں پر مشتمل عرصہ میں اتنا کام کسی اور نے نہیں کیا ہے۔ ہر میدان میں میرے شیخ شہسوار تھے اور وہ تن تنہا ان فتنوں سے لڑتے رہے، حضرت اقدس کی پوری زندگی عملی جہاد اور فتنوں کی تعاقب میں گزری اور اسی میدان میں شہید مظلوم مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا عثمان بن عفانؓ کی طرح مظلومانہ شہادت نصیب ہوئی۔ حضرت اقدس سیدی وسندی شہید ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ان بزرگوں میں سے تھے جن کی نظریں ہر دور میں گنی چنی ہوا کرتی ہیں۔ان کی شخصیت کا شہرہ اس وقت چار دانگ عالم میں پھیلا ہوا ہے۔ان کے علمی وتحقیقی کارنامے اور اُن کی عملی جدوجہد پوری امت مسلمہ کے لئے بالعموم اور

مسلمانان پاکستان کیلئے بالخصوص ہماری تاریخ کا گرانقدر سرمایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو بیک وقت وسیع وعمیق علم، شگفتہ اور سیال قلم امت مسلمہ کے اجتماعی مسائل میں معتدل اور مدبرانہ فکر سے نوازا تھا۔ علمی، ادبی، سیاسی، معاشرتی، روحانی، جہادی، ثقافتی اور فلاحی ورفاہی میدانوں میں ان کی خدمات اظہر من الشمس ہیں، اُن کی تمام ملکات، دین کی صحیح خدمت اور امت مسلمہ کی فلاح وبہبود کیلئے اسطرح استعمال ہوئے کہ آج ہم سب کی گردنیں ان کے احسانات سے جھکی ہوئی ہیں، شہید ناموس رسالت جیسی علمی، تاریخی، تحقیقی شخصیت تو صدیوں میں ملتی ہیں۔ بندہ اپنی ناقص سوچ میں تاریخ اسلام پر نظر ڈالتا ہے تو کئی صدیوں میں آپ جیسی عبقری شخصیت ملنی مشکل ہے۔

ذکاوت وذہانت

اللہ تعالیٰ نے میرے شیخ کو غیر معمولی ذکاوت اور قوت حافظہ عطاء فرمایا تھا، جو کچھ پڑھتے یاد ہوجاتا تھا۔ ایک مرتبہ نہیں باربار میرے شیخ ومرشد حضرت اقدس شیخ الحدیث مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب نوراللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مولانا سمیع الحق صاحب کو عجیب حافظہ عنایت فرمایا ہے کہ ہم اور دوسرے مدرسین دن رات مطالعہ کرتے ہیں اور مولانا صاحب دوسرے مشاغل اور مصروفیات کے ساتھ ساتھ اندورن ملک اور بیرون ملک کے اسفار سے تشریف لاکر اکوڑہ خٹک پہنچتے تو تدریس کے بغیر ماہی بے آب کی طرح تڑپتے تھے اور بہترین سبق پڑھاتے تھے، حضرت کو اگر موقع ملتا اور پڑھنے پڑھانے میں مصروف رہتے تو دوسرے مدرسین کو شاگردی نہ ملتے لیکن افسوس کہ حضرت کے دوسرے مشاغل کے وجہ سے فرصت نہیں ملتی تھی۔

میری مشاطگی کی کیا ضرورت حسن معنی کو !
کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالہ کی حنابندی

جامعہ حقانیہ میں تدریس اور درسی خصوصیات

شہید ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ علوم کی سند حاصل کرنے کے بعد ۲۵ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ کو دارالعلوم حقانیہ میں بحثیت مدرس مقرر ہوئے۔ فنون کی ہر موضوع کی کتابیں خوب پڑھائیں اور ۱۹۶۰ء سے لیکر شہادت تک ۵۸ سال کے طویل عرصہ پر محیط تک جامعہ حقانیہ میں کتب احادیث پڑھاتے رہے۔

درسی خصوصیات

بندہ نے آپ سے جلالین شریف ۱۰ پارے بخاری شریف جلد ثانی ،ترمذی شریف جلد ثانی مع شمائل ترمذی شریف پڑھی۔ آپؒ کے درس میں حدیث شریف کی لغوی اسنادی اور عالم اسلام کو درپیش مسائل اور ملکی و سیاسی حالات پر بحث ہوتی ۔درس قرآن و حدیث کو خوب شوق سے پڑھاتے۔ جلالین شریف کی عبارات کی صرفی ،لغوی،نحوی اور ادبی انداز سے،بالخصوص قدیم و جدید عربی کے محققین کے حوالے دیکر طلباء کو سمجھاتے تھے۔

درس حدیث شریف کے دوران آپ حدیث شریف کا مفہوم وضاحت کے ساتھ اس طرح سمجھاتے کہ وہ طلباء کے ذہن نشین ہوجاتا۔مشکل مقامات پر اگر ضرورت ہوتی تو نحوی صرفی تحقیق بھی کرتے ،دوران درس دلچسپ حکایات اور تاریخی واقعات سے بھی آگاہ فرماتے تھے۔ اخلاقی اور معاشرتی مسائل پر گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ مغازی کے درس کا خاص لطف یہ تھا کہ حضرت اقدس عرب کے جغرافیہ سے واقف تھے،اس لئے مقامات جہاد کا جغرافیہ بڑی وضاحت سے بیان کرتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا عملی طور پر میدان جہاد میں اتر کر سب کچھ انجام دے رہے ہیں ۔

حضرت اقدس کا درس حدیث شریف اس شان سے ہوتا تھا کہ نظروں کو پھر وہ خوشگوار منظر کہیں نصیب ہی نہیں ہوا،وہ شیخ زمانہ جس کی دینی،ملی،سیاسی،سماجی ،اصلاحی ، انتظامی اور درسی خدمات کی کوئی حد نہ تھی وہ استقامت وثبات کا جبل اعظم تھا۔ مسند درس کو جب زینت بخشا تو چہرے پر شگفتگی کے آثار نمایاں ہوتے،شخصیت اس قدر پرکشش اور دلربا ہوتی کہ دل انہی کی طرف کھنچے جاتے تھے،سال بھر درس میں حاضری دینے والے طالب علموں کے لئے حضرت کی ذات گرامی میں پہلے دن کی طرح نیا پن اور جاذبیت ہوتی تھی،طلبہ کے ہر قسم کے سوالات کا نہایت خندہ پیشانی سے تفصیلی جواب عنایت فرماتے،کبھی چہرے سے انقباض ظاہر نہ ہوتا۔

بندہ نے حضرت کی دروس کو قلم بند کیا تھا لیکن افسوس کے کوئی طالب علم میرے رجسٹروں کو لے گیا اور پھر واپس نہ کیا۔لیکن الحمدللہ برادر مکرم شیخ الحدیث مولانا اصلاح الدین حقانی صاحب نے زین المحافل کے نام سے شرح شمائل کو مرتب فرما کر اور حضرت اقدس کے نظر ثانی کے بعد بہت اچھے انداز سے دو جلدوں میں شائع کیا۔ اللہ تعالیٰ میرے مخلص دوست کو جزائے خیر عطا فرماوے۔اسی طرح ترمذی شریف جلد ثانی کی ابواب الاطعمہ والاشربہ کی شرح ہمارے مخلص دوست مفتی مختار اللہ

صاحب نے مرتب فرما کر شائع کیا ہے۔ ہمارے دورۂ حدیث شریف کے سال آپ سینٹ کے معزز رکن تھے۔ آپ اور مولانا قاضی عبدالطیف صاحب مرحوم نے شریعت بل کے نام سے اسلامی قانون نافذ کرنے کیلئے بل پیش کیا تھا، بعض لوگ اُسے شرارت بل اور کیا کیا نام دے رہے تھے۔ مادر پدر آزاد عورتیں این جی اوز کے نمائندے اس کے خلاف پورے ملک میں مظاہرے کرتے تھے۔ وکلاء ججز اس موضوع پر مناظرے ومباحثے کرتے تھے۔ ایک بار درس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ایک جج نے مجھے کہا کہ مولانا صاحب شریعت بل جب پاس ہوگا تو اس میں مجھ سمیت میرے تین پشتیں برباد ہونگی، میں خود جج ہوں میرا بیٹا جج ہے اور نواسہ قانون کی تعلیم حاصل کررہا ہے۔ اگر اسلامی قانون نافذ ہوا تو ہم کہاں جائینگے؟ تو حضرت الشیخ نے فرمایا؛ ''میں نے اُن کو کہا، یہی عدالتیں ہونگی، آپ کو معاون اسلامی قانون کے ماہرین ہونگے۔'' شریعت بل کے حق میں امام اہلسنت مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاون حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ، مفتی اعظم شیخ الحدیث مولانا مفتی ولی حسن صاحبؒ، شیخ الحدیث مولانا شیخ سلیم اللہ خان صاحبؒ نے ملک گیر بھرپور مہم چلائی اور جامعہ حقانیہ میں اس بل کے حق میں دورے اور مہم میں بار بار تشریف لاتے تھے اور لاکھوں کی تعداد میں شریعت بل کے حق میں فارم چھپوائے تھے اور روزانہ ڈاک میں ہزاروں فارم سینیٹ سیکرٹریٹ میں پہنچ جاتے تھے مگر افسوس کہ یہ بل منظور نہ ہوا۔ ع اے بسا آرزو کے خاک شد

بندہ پر شفقتیں

فراغت کے بعد یعنی ختم بخاری شریف کے دن بندہ کو دفتر ''الحق'' میں طلب کیا، فرمایا کہ میرے اور حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کی خواہش ہے کہ آپ جیسا مخلص شاگرد ہم اپنے آپ سے دور کرنا نہیں چاہتے لہٰذا آئندہ سال سے آپ جامعہ میں درس وتدریس اور مختلف خدمات انجام دیں گے، دس سال بہت وفاداری سے تم نے گزارے ہیں، لہٰذا آپ یہاں رہیں گے، (افسوس کہ والدین کی طرف سے اجازت نہ ملنے پر بندہ اس پیشکش سے محروم رہا۔) پھر بندہ کو طلب فرمایا، اُستاذ مکرم شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہٗ شارح صحیح مسلم کے ذریعے جامعہ فریدیہ اسلام آباد کے مہتمم حاجی اختر حسین مرحوم کے نام مکتوب گرامی از طرف حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ دیا گیا اور زبانی پیغام بھی ملا کہ آپ حاجی اختر حسین سے ملاقات کریں، حضرت شیخ الحدیث صاحب فرماتے ہیں کہ میں قومی اسمبلی کا ممبر ہوں، لہٰذا تم وہاں بھی میری خدمت میں رہوگے اور جامعہ فریدیہ اسلام آباد میں مشکوٰۃ شریف، جلالین شریف پڑھاؤ گے، ڈرو

نہیں، ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں مگر افسوس کہ اس پر بھی عمل نہ کر سکا، حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحبؒ کی وفات کے بعد آپ شہیدؒ نے مجھے پھر فرمایا کہ آپ آجائیں اور اپنی مادرعلمی میں خدمات انجام دیا کریں لیکن افسوس کہ خانگی حالات کی وجہ سے اس پر عمل نہ کر سکا۔

دارالعلوم کی شوریٰ کی رکنیت

الحمدللہ بندہ نے اپنی طاقت کے مطابق جامعہ کی ہر خدمت انجام دی اور اب بھی حتی الوسع دے رہا ہوں تو حضرت شیخ شہیدؒ نے بندہ کو دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کا رکن بنایا، ہر سال اجلاس سے پہلے نظماء کرام کی طرف سے دعوت نامہ آتا ساتھ ہی آپ کا فون بھی آتا کہ ضرور آجاؤ! دستار بندی کے موقع پر پھر دفتر سے مولانا حافظ فیض الاسلام صاحب یا ناظم مالیات جناب عالمگیر صاحب یا محمد عارف صاحب کی طرف سے فون آتا کہ حضرت الشیخ فرماتے ہیں کہ کھانا میرے ہاں ہوگا، دو سال پہلے بندہ دیر سے پہنچا۔ پروگرام شروع تھا، ان نظمائے کرام صاحبان کے ذریعے سٹیج تک پہنچ گیا۔ لیکن رش اور گرمی کی وجہ سے حضرت سے نہیں ملا۔ دوسرے دن بندہ نے حاضری لگانے کے لئے فون کیا۔ جب سلام کیا اور بندہ نے اپنا نام لیا تو فوراً فرمایا؛ کیا وجہ؟ کل تم غیر حاضر تھے، بندہ نے تفصیل پیش کی، خوب دُعاوں سے نوازا۔ الحمدللہ اکثر خدمت میں حاضری کے وقت بندہ پاؤں مبارک دبانے کیلئے بیٹھتا تو فرماتے؛ نہیں بیٹے! تم خود بڑے پیر ہو، اکثر متعلقین ساتھ ہوتے تھے، پھر اجازت عنایت فرماتے اور اُن لوگوں کو فرماتے ''ایاز'' بہت وفادار ہے، ہمارے ساتھ بہت محبت رکھتا ہے، بندہ چپکے سے آپ کے پاؤں مبارک کا بوسہ لیتا تو آپ پر رقت طاری ہوتی اور فرماتے؛ بچو ایسا نہ کرو، میں تو بہت گنہگار ہوں۔ بندہ بھی روتا رہتا تھا۔

گذشتہ مجلس شوریٰ کے اجلاس کے بعد برادرم مولانا عبدالمعبود حقانی اور بندہ دو تین گھنٹے آپؒ کے پاس بیٹھے رہے، رازونیاز اورمحبت وشفقت کی باتیں ہوئیں، ہمارے علاقے بٹگرام (شبقدر) میں ختم نبوت کانفرنس بندہ کی صدارت میں ہورہی تھی، حضرت الشیخ بھی تشریف لائے تھے، حضرت کے بیان سے پہلے مولانا عبدالمعبود حقانی سٹیج سیکرٹری حضرت اقدس کو عجیب والہانہ انداز سے دعوت خطاب دے رہے تھے اور بلا مبالغہ کم از کم ۲۰ یا ۲۵ منٹ تک آپ کی شخصیت کے مختلف گوشوں کو الہامی انداز سے ذکر کررہے تھے اور بندہ بمع دیگر فضلاء حقانیہ رو رہے تھے۔ شوریٰ کے اجلاس میں جب گئے، تو بندہ نے مولانا عبدالمعبود حقانی کا تعارف کیا کہ حضرت یہ وہ سٹیج سیکرٹری ہے تو فوراً حضرت نے حکم دیا کہ میری طرف سے تحفتاً ''منبر حقانیہ سے'' دس جلد ان کو انعام میں دے دیں۔

جامع مسجد حقانیہ: جامعہ حقانیہ کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت عطا فرمائی ہے، حضرت الشیخ کی یہ دیرینہ آرزو تھی کہ مرکز علم جامعہ حقانیہ کی عظیم الشان مسجد ہو۔ الحمد للہ جب مسجد کی تعمیر کا افتتاح ہوا، اس کے بعد شوریٰ کے اجلاس میں یہ فیصلہ ہوا۔ جامعہ کے مشائخ بمع حضرت الشیخ اضلاع میں چندہ کی تحریک کے سلسلے میں تشریف لیجائینگے، بندہ نے اجلاس میں حضرت الشیخ کی خدمت میں چارسدہ کے دورے کی دعوت دی، حضرت الشیخ بمع اساتذہ کرام تشریف لائے، الحمد للہ بہت کامیاب اجلاس ہوا، اُسوقت بھی چندہ ہوا۔ چارسدہ کے تینوں تحصیلوں کیلئے نگران حضرات کا تقرر ہوا۔ الحمد للہ شبقدر میں معمر بزرگ سید السادات حضرت شیخ الحدیث مولانا سید عبداللہ شاہ برادرم مولانا عبدالمعبود حقانی مولانا یاسر جان حقانی، مفتی منصف حقانی مولانا عبدالوکیل حقانی اور دیگر علماء کے ذریعے شبقدر سے خطیر رقم جمع ہوئی۔

حضرت اقدس اکثر مجالس میں شبقدر کے علماء طلباء اور عام مسلمانوں کا شکریہ ادا کرتے تھے اور اسی وجہ سے شبقدر میں بار بار تشریف لائے۔ شبقدر سے جو بھی مدرسہ یا ساتھی حضرت کو دعوت دیتے تو حضرتؒ چپکے سے مجھے فون کرتے کہ تمہارے علاقہ کے یہ ساتھی آئے ہیں اور مجھے دعوت دے رہے ہیں، کیا کروں؟ میں دست بستہ عرض کرتا کہ حضرت! ضرور ان حضرات کو وقت عطا فرماویں، بہت خوشی اور بشاشت سے تشریف لاتے تھے۔ ہمارے سلسلہ کے نوشہرہ رسالپور کے بزرگ ساتھی الحاج چاچا محمد ریاض صاحب، چاچا محمد اسلام صاحب، بھی اکثر ملاقاتوں میں ساتھ ہوتے تھے__ ایک بار آپؒ نے غصہ میں فرمایا کہ تمہارے شیخ حضرت مفتی صاحبؒ یہاں مراقبے ذکر و اذکار کرتے اور تم یہاں نہیں کرتے؟ بندہ نے ان بزرگوں کے مشورہ سے ایک روزہ مجلس ذکر کرائی، ختم خواجگان شریف کیا، مراقبات کئے، طلباء بھی اس میں شریک ہوگئے۔ دفتر کے ساتھیوں نے حضرت کو رپورٹ دی، بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔ شارح صحیح مسلم میرے شیخ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے آپکی سوانح حیات دو ضخیم جلدوں میں لکھی اور غالباً اسلامی تاریخ میں یہ بہت کم ہوا ہوگا کہ کسی زندہ شخصیت پر اتنی ضخیم کتاب دو جلدوں میں لکھی گئی ہو۔ اللہ حضرت حقانی صاحب کی عمر صحت میں مزید برکتیں عطا فرماوے۔ آمین! حضرت شہیدؒ کے تفصیلی حالات و سوانح پر برادرم مولانا راشد الحق سمیع ''الحق'' کا عظیم تاریخی نمبر مرتب کر رہے ہیں، برادرم مولانا راشد الحق سمیع اپنے عظیم والدؒ کے علمی، قلمی و تعمیراتی کاموں کو احسن طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں اور گزشتہ تین دہائیوں سے الحق کی ادارت اپنے والد صاحبؒ کی زندگی میں کامیابی سے نبھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دارالعلوم اور اسکے تمام شعبے ''الحق'' اور حضرت کی اولاد واحفاد کو اپنی امان میں رکھے اور انہیں میرے دونوں شیوخ کیلئے صدقہ جاریہ بنائے امین۔

مولانا طلحہ رحمانی*

اردو تفاسیر میں شاہکار اضافہ
(آسان بیان القرآن مع تفسیر عثمانی)

اردو زبان میں ترجمہ وتفسیر قرآن میں حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ کی ''بیان القرآن'' اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن نوراللہ مرقدہ وشیخ الاسلام حضرت علامہ شبیراحمد عثمانی رحمہ اللہ کا ترجمہ وتفسیر موضح فرقان (تفسیر عثمانی) کو جومقبولیت حاصل ہے وہ یقیناً عنداللہ قبولیت سے بھی سرفراز ہے، تقریباً ایک صدی قبل شیخ الہندؒ نے مالٹا میں دوران اسیری مکمل ترجمہ اور اس کے بعد چار پاروں کی تفسیر بھی لکھی، بعد کے چھبیس پاروں کی تفسیر آپ کے تلمیذ رشید شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے مکمل فرمائی، حضرت عثمانیؒ نے اس ترجمہ کے بارے میں فرمایا کہ ''ترجمہ کی نسبت میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ ہندوستان کے طول وعرض میں قرآن کے جوتراجم موجود ہیں شاید ہی کوئی ہوگا جونہایت صحیح اور مستند ہونے کے باوجود اس قدر موجز، پُرمغز، شگفتہ اورنظم قرآن کی پوری پوری رعایت کرنے والا ہو''، اسی طرح جانشین شیخ الہند، شیخ العرب والعجم علامہ سید حسین احمد مدنیؒ نے لکھا...... ''اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے علامۂ زماں، محقق دوراں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کو دنیائے اسلام کا درخشندہ آفتاب بنایا ہے۔ مولانا موصوف کی بےمثل ذکاوت، بےمثل تقریر، بےمثل تحریر، عجیب وغریب حافظہ، عجیب وغریب تبحر وغیرہ کمالاتِ علمیہ ایسے نہیں ہیں کہ کوئی شخص منصف مزاج ان میں تامل کرسکے جن حضرات کو مولانا سے کبھی بھی کسی قسم کے استفادہ کی نوبت آئی ہے وہ اس سے بخوبی واقف ہیں''، آگے حضرتؒ نے مزید لکھا...... ''جس طرح امام الائمہ حضرت شیخ الہند قدس سرہ العزیز کو بامحاورہ ترجمہ قرآن کی طرف متوجہ فرما کر صلاحِ عباد کیلئے عظیم الشان سامان ہدایت

---

* میڈیا کوآرڈینیٹر وفاق المدارس العربیہ

مہیا فرمادیا تھا اسی طرح اس کے بعد مولانا شبیر احمد صاحب موصوف کی توجہ تکمیلِ فوائد اورازالۂ مغلقات کی طرف منعطف فرما کرتمام عالم اسلامی اور بالخصوص اہل ہند کیلئے عدیم النظیر حجتِ بالغہ قائم کردی، ان حواشی اور مہتم بالشان فوائد سے نہ صرف ترجمہ مذکورہ میں چار چاند لگ گئے ہیں بلکہ ان بیشمار شکوک وشبہات کا بھی قلع قمع ہوگیا ہے جو کہ کوتاہ فہموں کواس کتاب اللہ اور دین حنیف کے متعلق پیش آتے رہے ہیں، یقیناً مولانا نے بہت سی ضخیم ضخیم تفسیروں سے مستغنی کر کے سمندروں کوکوزہ میں بھردیاہے''۔

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ رحمہ اللہ نے تفسیر عثمانی کے بارے میں لکھا......''حضرت مترجم طاب اللہ ثراہ کے ترجمہ کے متعلق کچھ لکھنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔فوائد تفسیریہ کے متعلق اس قدرعرض کرنا بجا نہ ہوگا کہ معارف قرآنیہ کواردوزبان میں اس خوبی،خوشنمائی، شگفتگی، متانت،سلالت، فصاحت، بلاغت کے ساتھ منصۂ شہود پر لانا حضرت مولانا شبیراحمد عثمانیؒ کا ہی حصہ تھا۔آپ کی سعی مقبول ہوئی اورحق تعالی کے فضل وکرم نے مولانا موصوف کےقلم حقیقت رقم سے معارف وحکم قرآنیہ کا یہ بیش بہا ذخیرہ اہل ہند کیلئے مہیا فرمادیا''۔

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری الحسینیؒ نے تفسیر عثمانی کی بابت لکھا......''ہم سب کے بزرگ شیخ العالم حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے ترجمہ قرآن مجید وفوائدعصر حاضر کے متبحر عالم، فقیہ،محدث ومفسرحضرت الاستاذ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کے تکمیل کردہ فوائد یک بہ یک میرے سامنے آئے، میری مشتاق نگاہیں دیرتک وارفتگی کے ساتھ ان سے سعادت اندوز ہوتی رہیں''،آگے مزید لکھتے ہیں......''بہرحال دل یہ کہتا ہے کہ دونوں بزرگوں نے سلف صالحین کے ان خزانوں کو جو موتیوں کی طرح بکھرے ہوئے تھے جامع مانع شکل میں ایک جگہ جمع کردیاہے''۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے تفسیر عثمانی کے حوالہ سے یوں رقم فرمایا ''اللہ تعالی نے حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ سے احیائے دین کی جہاں اور بہت سی خدمات لی وہاں آخر عمر میں اسیر مالٹا بنا کرخلق اللہ کے اژدھام سے چھڑوا کرتخلیہ میں بٹھایا اورفرقان حمید کا بہترین ترجمہ کروایا۔سورۃ البقرہ سے سورۃ النساء کے حواشی بھی لکھوائے۔حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کو اللہ تعالی جزائے خیرعطاء فرمائے جنہوں نے محنت شاقہ برداشت فرما کر مضامین قرآن حکیم کا ایک بہترین نچوڑتشنگانِ علوم معارفِ قرآنیہ کے سامنے رکھ دیا''۔

اردو زبان کی مقبول عام اور مایۂ ناز دوسری تفسیر حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی

تھانوی قدس سرہ العزیز کی ’’بیان القرآن‘‘ ہے۔ اس شہرہ آفاق تفسیر کے بارے میں آپ فرماتے ہیں۔ ’’یہ تفسیر میں نے کامل شرح صدر کے ساتھ لکھی ہے، اس کی قدر تو ان لوگوں کو ہوگی جنھوں نے کم از بیس معتبر تفسیروں کا مطالعہ کیا ہو، وہ دیکھیں گے کہ وہ مقامات جہاں سخت اشکالات واختلافات واقع ہوئے ہیں ان کا حل کیسی سہولت کے ساتھ قوسین کے اندر صرف چند الفاظ بڑھا دینے سے ہو گیا، یہ اللہ تعالی کا محض فضل ہے‘‘۔

اسی طرح محدث کبیر حضرت علامہ سید انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ نے ایک دفعہ درس بخاری کے دوران تفسیر بیان القرآن کے بارے میں فرمایا...... ’’میں ہمیشہ یہی سمجھتا رہا کہ اردو کا دامن علم وتحقیق سے خالی ہے، لیکن مولانا تھانویؒ کی تفسیر کا مطالعہ کرنے کے بعد مجھے اپنی رائے میں ترمیم کرنا پڑی اور اب سمجھتا ہوں کہ اردو بھی بلند پایہ علمی تحقیقات سے بہرہ ور ہے‘‘۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تفسیر بیان القرآن کے بارے میں لکھتے ہیں ’’تفسیر بیان القرآن میں بڑی بڑی کتابوں کی مبسوط اور مفصل بحثوں کا خلاصہ اور نتیجہ نکال کر رکھ دیا گیا ہے‘‘۔

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ نے تفسیر بیان القرآن کے بارے میں لکھا ’’علامہ شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے قرآن کریم کا بہترین ترجمہ کیا ہے، اس ترجمہ کے ساتھ حضرت تھانوی نے اردو میں تفسیر بھی تحریر فرمائی جس میں دیگر تفاسیر کے مطالعہ کے بعد بڑی محنت اور جدوجہد کے ساتھ اہم اور مفید امور کو جامع اور مختصر انداز میں تحریر فرمایا، اور مشکل مقامات کو نہایت عمدگی کے ساتھ حل کیا‘‘۔

مشاہیرِ امت نے مذکورہ مایہ ناز تفاسیر کے بارے میں جو لکھا ہے اس میں چند اقتباسات کی جھلک سے افادیت اور مقبولیت عامہ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اردو زبان کی قدرے مفصل مقبول عام تفاسیر میں حضرت مفتی محمد شفیع عثمانیؒ اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی آٹھ آٹھ جلدوں میں ’’معارف القرآن‘‘ اور حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ کی چھ جلدوں میں ’’تفسیر ماجدی‘‘ قابل ذکر ہیں، ان تینوں قابل ذکر تفاسیر میں حضرت تھانویؒ کی تفسیر بیان القرآن سے تسہیل وتشریح کے باعث معروف ہیں، ان تفاسیر میں جا بجا تفسیر عثمانی سے بھی بھرپور استفادہ کیا گیا جو یقیناً دنیائے علم سے وابستہ لاتعداد افراد کیلئے بہت بڑا علمی خزانہ ہے۔

پون صدی سے زائد عرصہ سے تفسیر عثمانی سے جہاں طبقہ علم سے متعلق افراد سیراب ہوئے وہیں سعودی حکومت کی جانب سے کئی سالوں تک دنیا بھر کے اردو زبان سے وابستہ افراد میں سالوں حجاج وزائرین میں تقسیم بھی کی جاتی رہی۔

اہل علم بخوبی واقف ہیں کہ مذکورہ تفاسیر میں قدیم اردو وافر طور پہ مستعمل ہے، کئی اہم علمی نکات کے حل کیلئے تسہیل کی ضرورت درپیش ہوتی تھی۔ اردو زبان کی ان اہم معتبر ومستند تفاسیر سے استفادہ کی غرض سے ان طالبین کیلئے مختلف علاقائی زبانوں سے تعلق رکھنے والوں میں بھی جامع تسہیل کی عرصہ سے خواہش کا اظہار بھی کیا جارہا تھا اور مزید علوم دینیہ سے وابستہ وہ افراد جو مفصل تفاسیر کے مطالعہ کیلئے خلاصہ وسہل کی ضرورت کا احساس بھی رکھتے تھے۔

سالوں سے اس اہم کام کی ضرورت کو اللہ تعالی نے برادر عزیز مولانا عمرانور بدخشانی سلمہ اللہ سے مذکورہ دونوں تفاسیر کو یکجا ویکساں طور پہ سہل اردو میں تین جلدوں پہ مشتمل اردو کی تفاسیر میں ایک بہترین شاہکار اضافہ کا سبب بنایا ہے۔ اس جامع تفسیر کے فوائد وترتیب لکھنے سے قبل ''برادرم موصوف'' کی نسبتوں کا اجمالا تذکرہ بھی رقم کردیا جائے۔

نوجوانوں کیلئے ایک مثال مولانا عمرانور

مولانا عمرانور بدخشانی سلمہ اللہ فاضل نوجواں ہیں عظیم مرکز علم وصفاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں بزرگ استاد حضرت قاری حبیب الرحمٰن حفظہ اللہ سے حفظ قرآن کی سعادت کے بعد درس نظامی کی تکمیل اور اپنے محبوب استاد فقیہ وقت حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کے زیرنگرانی فقہ اسپیلائزیشن (تخصص فی الفقہ) کے بعد اپنے مادرعلمی میں تدریس اور تدوین فتاوی میں تقرری ہوئی۔ تکمیل درس نظامی یعنی دورہ حدیث (عالمیہ مساوی ایم اے) میں ملک بھر کے مدارس میں اول پوزیشن حاصل کی۔

موصوف برادرعزیز مولانا عمرانور سلمہ اللہ دور حاضر میں علوم نقلیہ وعقلیہ کے ماہر، مفسر قرآن، شارح واستاد حدیث، ممتاز مدرس، مدبر ومربی اور محدث العصر علامہ بنوریؒ کے فرزند نسبتی (داماد) حضرت مولانا محمد انور بدخشانی حفظہ اللہ کے باصلاحیت فرزند ہیں۔ حضرت بدخشانی حفظہ اللہ کی علمی وتحقیقی خدمات سے اہل علم خوب واقفیت رکھتے ہیں۔ تقریبا چالیس سے زائد مطبوعہ اردو، فارسی اورعربی زبان میں درسی وفنی کتب کے مصنف ہیں، جن میں درس نظامی میں شامل کئی کتب فنون کی

تسہیل بھی شامل ہیں، تقریباً چھ جلدوں پہ مشتمل آپ کی تفسیر قرآن زیر طبع ہے۔ آپ کا لکھا ہوا فارسی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ سعودی حکومت کی جانب سے لاکھوں کی تعداد میں چھپوا کر حجاج وزائرین میں تقسیم بھی کیا جارہا ہے۔ چند برس قبل وفات پانے والی آپ کی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ فقیہ وقت مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی نواسی تھیں۔ جو عظیم علمی مرکز جامعہ دارالعلوم کراچی کے احاطۂ خاص میں علمائے ربانیین ومرشدین امت اور اپنے آباؤ اجداد کے پہلو میں آسودہ خاک ہیں۔

مولانا عمر انور سلمہ اللہ جامعہ بنوری ٹاؤن میں تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ شعبۂ دارالتصنیف ومجلس دعوۃ والتحقیق سے بھی منسلک ہیں۔ گلشن اقبال کراچی کی بڑی جامع مسجد قباء کے امام وخطیب اور اسی مسجد میں عوامی حلقہ درس قرآن کے بہترین مدرس بھی ہیں۔ اور عرصہ سے ہفتہ وار درس قرآن و اصلاحی آن لائن کے علمی سلسلہ کے بھی روح رواں ہیں۔ تقریبا گزشتہ دو دہائیوں سے رمضان المبارک میں تراویح میں ختم قرآن اور خلاصہ تفسیر سے بھی کئی حضرات فیضیاب ہورہے ہیں۔

تین جلدوں پہ مشتمل شاہکار قابل صد آفرین تفسیری خدمت کے ساتھ چند دیگر عنوانات پہ بھی بہترین جامع کتب بھی مرتب فرمائی ہیں۔ جن میں ''قرآنی دعائیں مناجاتِ انبیاء و صالحین''، ''مستند خلاصہ مضامینِ قرآنی'' ''استخارہ مسنونہ''، ''اسلام اور دور حاضر کے شبہات و مغالطے'' اور مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ کی سیرت پہ شاہکار ''النبی الخاتمؐ'' کی تدوین وحواشی پہ بھی بہت خوب کام کیا ہے۔ برادر موصوف سلمہٗ اللہ کی مذکورہ کتب مطبوعہ موجود ہیں، جبکہ کئی اہم عنوانات پہ آپ کی تصنیفی وتحقیقی کاوشیں مزید جاری ہیں۔

مذکورہ چند تعارفی علمی وخاندانی نسبتوں کیساتھ اللہ نے عمر میں ''چھوٹے'' نسبتوں وکمالات میں ''بڑے'' برادر مولانا عمر انور سلمہ اللہ کو درس وتدریس، تصنیف وتالیف، تحریر وخوش نما خطاطی کی فنی باریکیوں کو سمجھنے کی صلاحیت سمیت کتب بینی کی دنیا کے ایک بہترین مطالعہ کا حسیں ذوق بھی عطاء فرمایا ہے۔ اس عمر رواں کے چند برسوں میں تفسیر قرآن، علوم وفنون سے لگاؤ جہاں اپنی خاندانی نسبتوں کی امین ہیں وہیں ''برادر موصوف سلمہٗ اللہ'' کو اپنے ہم عصروں میں ممتاز بھی بناتی ہیں۔

تحصیل علم سے حیاتِ عمل کے چند برسوں کے اوقات کو جس درجہ قیمتی بنایا وہ طلاب علم کیلئے بھی یقیناً ایک نمونہ اور مثال ہے۔

''برادر موصوف'' سے قربت کی کئی وجوہات میں جہاں مذکورہ علمی وخاندانی نسبتیں ہیں وہیں

راقم کے ''ماموں جان'' جانشین محدث العصر مولانا سید سلیمان بنوری حفظہ اللہ (نائب رئیس و استاد الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی) سے ہمہ وقت کا تعلق خاص کا ہونا بھی اہم وجہ ہے۔ اسی بناء پہ سالوں برادر محترم سے ملاقاتیں کبھی روز روز اور کبھی چند ایام کے تعطل کے بعد ہونا ایک روایتی سا معمول رہا ہے۔ ابھی تقریباً تین برس قبل والد ماجد امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کی حیات و خدمات پہ ماہنامہ بینات کی جانب سے شائع ہونے والے اشاعت خاص کی تیاری میں تصحیح وتزین، عنوانات وسرورق سے لیکر طباعت تک کے کئی مراحل و امور کی انجام دہی میں راقم کی عملاً موصوف کے ساتھ ہمراہی رہی، اور الحمدللہ مہینوں کا کام دنوں اور دنوں کا گھنٹوں میں ہونے میں برادر محترم کی جہاں کاوشوں کا ثمرہ رہا وہیں ان کا اپنی نسبتوں کی بناء پہ تعلق خاص کا بھی بڑا دخل رہا۔ اس دوران راقم کے بے باک مزاج کو تحمل سے برداشت کر کے جس جذبہ و اخلاص اور بے لوث ہوکر ایک تاریخی دستاویز کو مرتب کرنے میں جو بنیادی کردار ادا کیا اس پہ خاندانِ کامل پوریؒ و بنوریؒ ہمیشہ ان کا ممنون منداور دعا گو رہا ہے اور ان شاء اللہ رہے گا۔ اس تاریخی اشاعت کے ایام میں انکی کئی پوشیدہ صلاحیتیں راقم پہ آشکارہ ہوئیں جس سے برادر موصوف سلمہ اللہ سے والہانہ تعلق وباہمی محبت مزید گہری سے گہری ہوتی گئی۔

اک حسیں اتفاق

چند برس قبل موصوف سے معمول کے مطابق جامعہ میں سرِ راہ ملاقات ہوئی تو اپنی گاڑی سے ایک کتاب نکال کر دیتے ہوئے کہا کہ ''میں نے ایک کوشش کی ہے'' میں نے دیکھا تو ''اسلام اور دور حاضر کے شبہات و مغالطے'' نام کی کتاب تھی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثانی حفظہ اللہ کی تحریر کردہ ہزاروں صفحات پہ مشتمل مضامین وکتب اور سینکڑوں بیانات کے مرتب مجموعوں سے ''برادر موصوف'' نے انتہائی علمی فراست وبصیرت سے جمع وترتیب دیکر عوام وخواص کیلئے یکساں مفید کاوش پہ مشتمل تھی۔ مولانا نے بتایا کہ یہ آج ہی پبلشر نے چند نسخہ بھیجے ہیں۔ بقیہ چند دنوں کے بعد چھپ کر آئیں گی۔ اس کتاب کی بابت لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ چند روز قبل بھائی مولانا عمر انور سے جامعہ میں ملاقات اور نشست ہوئی تو اپنی گاڑی سے ایک مجلد کتاب کا نسخہ منگوا کر دیکھایا تو ''آسان بیان القرآن مع تفسیر عثمانی'' نام درج تھا۔ اس پہ جلد اوّل کی نشان دہی بھی تھی۔ تسہیل وترتیب ''عمر انور بدخشانی'' بھی درج تھا۔ برادر موصوف نے بتایا کہ گزشتہ کئی سالوں سے اس عنوان پہ کام کررہا تھا اور اب اللہ نے اس کو مکمل فرمایا ہے۔ اور آج ہی اس کا ایک نسخہ پریس سے آیا ہے۔ اور آپ کو

سب سے پہلے دکھا رہا ہوں۔ دل سے خوب دعائیں نکلیں اور پھر اس بابت موصوف سے کافی دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ تقریباً تین برس قبل انہوں نے جب ''اسلام اور دور حاضر کے شبہات ومغالطے'' پیش کی تھی تو اس وقت بھی حسن اتفاق سے راقم کو ہی پہلی کتاب پیش کی تھی۔ اور اب یہ شاہکار تفسیر بھی دکھائی تو دل باغ باغ ہوگیا۔ لیکن بہرحال اس بار انہوں نے صرف دکھانے پہ اکتفا کیا اور وجہ یہ بتائی کہ یہ تین جلدیں ایک ساتھ طباعت کے مراحل میں ہیں پھر ایک ساتھ پیش کریں گے۔

آسان بیان القرآن مع تفسیر عثمانی

اردو زبان میں بیان القرآن وتفسیر عثمانی کو اللہ نے جس قبولیت سے نوازا ہے اس سے ہر صاحب علم خوب واقف ہے۔ برسوں ان تفاسیر سے لاتعداد عوام وخواص مستفید ہوتے چلے آرہے ہیں۔ خصوصاً درس وتدریس کی دنیا سے وابستہ اہل علم نے ان ہی دو تفاسیر سے بنیادی طور پہ استفادہ کیا۔ مولانا عمر انور سلمہ اللہ نے اس تفسیر کے سرورق پہ ترتیب سے یوں لکھا ہے۔

(۱) ترجمۂ قرآن...... شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمہ اللہ

(۲) خلاصہ تفسیر...... حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

(۳) فوائد تفسیر...... شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ

برادرم مولانا عمر انور سلمہ اللہ نے مذکورہ تین خصوصیات کو یکجا کر کے آیت بہ آیت ترجمہ، تفسیر کا خلاصہ اور فوائد کو سہل اردو میں ترتیب دیا ہے۔ پہلی جلد فاتحہ تا سورہ توبہ، دوسری جلد سورہ یونس تا قصص اور تیسری جلد سورہ روم تا سورہ والناس ہے۔ ہمارے مدارس دینیہ میں درس نظامی میں تفسیر جلالین سے قبل تین سالوں (ثالثہ، رابعہ، خامسہ) میں ترجمہ وتفسیر پڑھانے کی ترتیب کے بھی مطابق ہے۔ جبکہ درجہ ثانیہ میں آخری عم پارہ نصاب میں شامل ہے۔ مذکورہ ترتیب سے پڑھانے والے اساتذہ وطلباء کرام کیلئے یکساں مفید اور ایک بہترین جامع خلاصہ تفسیر بھی ہے۔

مساجد میں دروس قرآن کے حلقوں کیلئے بھی یہ تفسیر ایک جامع مربوط خلاصہ کی صورت میں معین ومفید ہوگی۔ سالانہ دورہ تفسیر پڑھانے اور پڑھنے والوں کیلئے بھی زبردست تحفہ ہے۔ جبکہ تفاسیر قرآن کے مستقل مطالعہ کا ذوق رکھنے والوں کیلئے بھی دو مایہ ناز تفسیر کی تسہیل اور خلاصہ کے طور پہ بھی ایک جامع مجموعہ ہے۔ برادر موصوف سلمہٗ اللہ نے سالوں کی عرق ریزی سے تینوں جلدوں کی تیاری میں خوش خطی کے حسنِ ذوق کے مطابق کام کیا ہے۔ اللہ نے فن خوش نویسی وخطاطی کے رموز کے اعلی

فنی صلاحیت کا خوب ذوق بھی عطاء کیا ہے۔ کئی شہرہ آفاق کتب و رسائل کے سرورق (ٹائٹل) آپ کے ذوق کے عکاس ہیں۔ تین جلدوں پہ مشتمل اس جامع تفسیر پہ راقم نے کا تبصرہ و تجزیہ سورج کو چراغ دیکھانے کی مانند ہوگا۔ اس جامع علمی شاہکار کی بابت برادرم سلمۂ اللہ یوں رقمطراز ہیں......

''بندہ کے اس کام کی ابتدا تفسیر عثمانی سے ہوئی تھی، ویسے تو طالب علمی کے زمانہ سے ہی'' تفسیر عثمانی'' سے استفادہ کی کوشش رہی، لیکن بعد میں درس وتدریس کے دوران اس کی اہمیت مزید دل میں جاگزیں ہوگئی، مطالعہ کے دوران بار ہا یہ خیال آتا کہ تفسیر عثمانی کو حواشی کے بجائے عام فہم اور آسان انداز میں مرتب کر کے پیش کیا جائے، تاکہ مطالعہ کرنے والے کو تفسیری فوائد وحواشی ڈھونڈنے کی دشواری نہ ہو اور آیت کے ترجمہ کے ساتھ ہی اس کے تفسیری فوائد درج ہوجائیں تاکہ یکسوئی کے ساتھ قرآن کریم کی آیات کے مطالب ذہن نشین ہوسکیں، یہی بات کئی اساتذہ کرام اور متعدد باذوق رفقاء درس سے بھی سننے کو ملتی رہی، چنانچہ اساتذہ کرام اور ساتھیوں سے مشورہ کے بعد تقریبا چھ سال قبل یہ کام اللہ کا نام لے کر شروع کر دیا، دیگر مصروفیات کے ساتھ جیسے جیسے موقع ملتا تھوڑا تھوڑا کر کے یہ کام ازخود کمپیوٹر پر کرتا رہا، الحمد للہ! تقریبا تین ساڑھے تین سال کے عرصہ میں تفسیر عثمانی کی ترتیب نو کا کام اللہ تعالی نے مکمل کروادیا، اس کے بعد ساتھیوں کا اصرار رہا کہ اسے شائع کردیا جائے لیکن اللہ تعالی نے دل میں یہ بات ڈالی کہ تفسیر عثمانی کے ساتھ حضرت تھانویؒ کی شہرہ آفاق تفسیر'' بیان القرآن'' کے ترجمہ وتفسیری فوائد کو آسان زبان میں ڈھال کر ساتھ ہی شامل کردیا جائے، اس طرح اردو زبان کی دو مستند اور مقبول ترجموں اور تفسیروں سے ایک ساتھ استفادہ آسان ہوجائے گا، چونکہ تفسیر بیان القرآن کے متداول مطبوعہ نسخے عصر حاضر کے اشاعتی تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں، جس کی وجہ سے صحیح طور پر استفادہ مشکل ہوتا جارہا ہے''۔

مزید اس جامع خلاصہ کی افادیت وترتیب کو واضح کرنے کیلئے مولانا سلمہ اللہ نے چند نکات یوں لکھے ہیں: ''اس تمہید وپس منظر کے بعد اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ اشاعت'' آسان بیان القرآن مع تفسیر عثمانی'' کی ترتیب بیان کردی جائے جس کے ضمن میں بقیہ متعلقہ تفصیلات بھی سامنے آجائیں گی۔

۱) قرآنی آیات کے متن کا ترجمہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمہ اللہ کا تحریر کردہ ہے۔

۲) ترجمہ کے بعد حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی تفسیر بیان القرآن ہے، جس کا

عنوان بندہ نے اپنے پرنانااور صاحب معارف القرآن مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی اتباع میں ''خلاصہ تفسیر'' رکھا ہے، حضرت مفتی صاحب قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس کا نام خلاصہ تفسیر رکھنا اس لیے موزوں ہوا کہ خود حضرت رحمہ اللہ نے خطبہ بیان القرآن میں اس کے متعلق فرمایا ہے کہ: ''اس کو تفسیر مختصر یا ترجمہ مطول کہا جاسکتا ہے''۔

۳) تفسیر بیان القرآن کا ایک خاص وصف سورتوں اور آیات کے درمیان نظم یعنی ربط ومناسبت کا اہتمام ہے، چنانچہ ''خلاصہ تفسیر'' کے عنوان کے بعد آیت کے ترجمہ وتفسیر سے پہلے اس آیت کا ماقبل سے ربط بھی آسان زبان میں بیان کردیا گیا ہے، آیتوں کے درمیان ربط کے علاوہ سورتوں کے درمیان ربط کا بھی حضرت نے اکثر اہتمام فرمایا ہے، بقول پروفیسر مولانا عبدالباری ندویؒ ''بیان القرآن نے یہ خدمت بقدر ضرورت پوری فرمادی کہ ہر چھوٹا بڑا حصہ اور ہر چھوٹی بڑی آیت دوسری سے اس طرح مربوط ہوگئی ہے کہ ہر آیت کا قوسین کے ساتھ جو تفسیری ترجمہ فرمایا دیا گیا ہے اگر اس کو آدمی پڑھتا چلا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایک بے تکلف مسلسل ومربوط کتاب پڑھ رہا ہے''۔

۴) حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ''تفسیر'' کے عنوان سے ایک خاص اسلوب میں قرآنی آیت کا ترجمہ وتشریح کا اہتمام فرمایا ہے، چونکہ قرآن کریم سمجھنے کے لیے بسا اوقات صرف ترجمہ کافی نہیں ہوتا اس لیے حضرت تھانویؒ نے ترجمہ کے ساتھ قوسین () میں کچھ تشریحی الفاظ یا جملے بڑھا کر قرآن کریم کے مضامین کی عمدہ وضاحت فرمائی، البتہ قرآنی آیت کے ترجمہ میں لازمی احتیاط اور امتیاز کے پیش نظر اسے خط کشیدہ Overline بھی کررکھا تھا جو ترجمہ کے متن کی علامت ہے جس کا بندہ نے بھی اس اشاعت میں خاص طور پر اہتمام کیا ہے، چنانچہ خط کشیدہ الفاظ میں ترجمہ قرآن ہے اور بیان القوسین () اس کی تفسیر ہے۔

۵) ترجمہ وتفسیر کے بعد جہاں کسی ضروری بحث کا بیان یا کسی شبہ کا ازالہ ضروری ہوا تو وہاں ترجمہ وتشریح کے بعد ''ف'' کا عنوان لگا کر حضرت تھانویؒ نے اس کو بھی مختصرا بیان فرمادیا، چنانچہ بندہ نے ان تفسیری فوائد کو بھی الفاظ وتعبیرات کی معمولی تبدیلی کے ذریعہ مختصر اور آسان زبان میں پیش کرنے کی حتی الامکان کوشش کی ہے، آیت کے جس حصے سے متعلق تفسیری فائدہ ہے وہاں ''فائدہ '' کے بجائے آیت کے اس حصہ کو عنوان بنا کر نشاندہی کی گئی ہے۔

۶) تفسیر بیان القرآن میں ایک مستقل سلسلہ مسائل اخلاق وسلوک کا ہے، یعنی جن جن آیات سے تزکیہ واخلاقیات کا کوئی مسئلہ مستنبط ہوتا ہے وہاں اس کو حضرت تھانویؒ نے وجہ استنباط کے ساتھ

ذکر فرما دیا ہے، اس اشاعت میں دیگر تفسیری فوائد کے ساتھ ساتھ ان مسائل تزکیہ واخلاق کو بھی آسان اور مختصر زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۷) آیت کے خلاصہ تفسیر اور دیگر متعلقہ فوائد وتشریح کے بعد بیان القرآن کا حصہ پورا ہو جاتا ہے، اس کے بعد علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے تفسیری فوائد ذکر کیے گئے ہیں، درمیان میں امتیاز کے لیے ایک لمبی سرخ لکیر ڈال دی گئی ہے، تاکہ بیان القرآن اور تفسیر عثمانی میں امتیاز برقرار رہے، اور مطالعہ کرنے والا یہ بآسانی سمجھ جائے کہ اس امتیازی لکیر کے بعد اس مذکورہ آیت سے متعلق علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے تفسیری فوائد شروع ہو رہے ہیں۔

۸) علامہ عثمانیؒ کے تفسیری فوائد عدد کی ترتیب کے اعتبار سے ہیں جس کی طرف اوپر آیت کے ترجمہ میں عدد کے ذریعے بھی نشاندہی کردی گئی ہے، البتہ جس آیت کے تحت فوائد عثمانی زیادہ یا تفصیلی تھے وہاں عدد کے ساتھ ساتھ آیت کے اس متعلقہ حصے کے ذریعہ بھی نشاندہی کردی گئی ہے۔

۹) بیان القرآن کو آسان کرنے کے لیے دیگر تفاسیر کے ساتھ ساتھ درج ذیل تفسیروں سے بطور خاص مدد لی گئی...

۱۔معارف القرآن ......مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ۔

۲۔تسہیل بیان القرآن... حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ۔

۳۔معارف القرآن ......حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب رحمہ اللہ۔

۴۔تفسیر ماجدی ......حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادی صاحبؒ (مسائل السلوک کی تسہیل کی حد تک)۔

اگر یہ کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا کہ یہ مجموعہ تفسیر ''آسان بیان القرآن مع تفسیر عثمانی'' اردو کی کئی بھاری اور ضخیم تفسیروں کا ایک قسم کا خلاصہ اور متن ہے، غرض اس مجموعہ میں برصغیر کے دو مستند مشہور ترجموں ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ اور ترجمہ حضرت تھانویؒ، اسی طرح دو مشہور تفسیریں: بیان القرآن اور تفسیر عثمانی یکجا ہو گئیں، ضخامت سے بچنے اور اس مجموعہ تفسیر کو تین جلدوں تک محدود رکھنے کے لیے ''آسان بیان القرآن'' میں کچھ امور فی الحال شمولیت سے رہ گئے، اس ارادے اور امید پر کہ ''آسان بیان القرآن'' کو مستقل طور پر ان شاء اللہ بہت جلد علیحدہ بھی شائع کیا جائے گا تو اس میں وہ چیزیں بھی شامل کردی جائیں گی''۔

اللہ تعالیٰ برادر محترم مولانا عمر انور سلمہ اللہ کی اس کاوش کو امت کیلئے نافع بنائے، اور اس شاہکار کی اشاعت وطباعت میں جن جن احباب کی کوششیں اور کاوشیں شامل رہیں ان سب کو کلام الٰہی کی تمام برکات وفیوضات سے مستفیذ فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

ترتیب: مولانا محمد اسحاق مدنی*

حضرت مولانا الحاج عبدالقیوم مہاجر مدنی رحمہ اللہ

مدینہ منورہ کی مبارک فضاؤں میں ''گلدستۂ تفاسیر'' (۷ جلد) ''دینی دسترخوان'' (۳ جلد) جیسی عوام و خواص میں مقبول عام تالیفات کے مؤلف والد گرامی حضرت مولانا الحاج عبدالقیوم مہاجر مدنی رحمہ اللہ جوکہ ماشاءاللہ عرصہ دراز سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ گزشتہ دنوں ۲۶ دسمبر ۲۰۱۹ء بمطابق ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات بوقت چاشت انتقال فرماگئے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت والد گرامی رحمہ اللہ کی وفات پر شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے جو تعزیتی کلمات ارشاد فرمائے وہ ہم سب کیلئے سرمایۂ تسکین اور تعزیت کیلئے بہترین ارشادات کا مجموعہ ہے، ذیل میں وہ تعزیتی کلمات دیئے جاتے ہیں۔

مولانا اسحٰق صاحب! آپ کے والد صاحب کی وفات پر دلی صدمہ ہوا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ دل سے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی کامل مغفرت فرمائے اور ان کو درجات عالیہ عطاء فرمائے۔ والد کا سایہ سر سے اُٹھنا حقیقتاً انسان کیلئے بہت بڑے غم کی بات ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو دین عطاء فرمایا ہے اس میں تسلی کے بہت سے سامان ہیں، سب سے پہلے تو یہ کہ ماشاء اللہ ان کو مدینہ منورہ میں قبول فرمایا اور جنت البقیع میں تدفین نصیب فرمائی، مسجد نبوی میں نماز جنازہ ہوئی، یہ بہت بڑی سعادت کی بات ہے، دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو دین عطا فرمایا اس میں یہ ہے کہ ہمیں یقین ہے کہ یہ عارضی جدائی ہے، اللہ تعالیٰ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ ہمیں بلائے تو ان شاء اللہ پھر سب سے ملاقات ہوگی اور ہمیشہ کیلئے ہوگی اور اس میں کوئی جدائی نہیں ہوگی، یہی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کا معنی ہے، ایسے موقع پر بزرگوں نے اس بات کا مراقبہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حاکم اور حکیم ہونے کو سوچا جائے، وہ حاکم ہیں لہٰذا ان کا ہر فیصلہ قبول ہے اور حکیم ہیں، اس لیے

---

* منتظم اعلیٰ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

انہوں نے انسان کی وفات کا جو وقت مقرر کیا ہے وہ اپنی حکمت کے ساتھ کیا ہے، کبھی دو محبت کرنے والے ہمیشہ دُنیا میں ساتھ نہیں رہتے۔ ان کو کبھی نہ کبھی جدا ہونا پڑتا ہے۔ یہ تو طے ہے کہ دونوں میں سے ایک کو پہلے اور دوسرے کو بعد میں جانا ہے۔ کس کو پہلے اور کس کو بعد میں جانا ہے اس کے بارے میں سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ انسان اس کو اللہ تعالیٰ کی مشیت پر چھوڑے کہ وہ حکیم ہیں۔

ان کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ایسے وقت پر وفات دیں جب جانے والے کیلئے بھی اور اس کے پسماندگان کیلئے بھی مناسب وقت ہو۔ ہم تو اپنے والدین اور عزیز و اقارب کیلئے وفات کا کوئی بھی وقت مناسب نہیں سمجھتے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ ہی صحیح وقت کا فیصلہ فرماتے ہیں۔ ایسے موقع پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن کی بھی کثرت کی جائے اور اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ ہم بھی وہیں جانے والے ہیں اور کبھی نہ کبھی ان شاء اللہ وہاں پر ملاقات ہوگی اور ہمیشہ کے لیے ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک دیہاتی نے یہ شعر پڑھا جب ان کے والد گرامی کی وفات ہوئی:

اِصْبِرْ نَكُنْ بِكَ صَابِرِيْنَ فَاِنَّمَا
صَبْرُ الرَّعِيَّةِ بَعْدَ صَبْرِ الرَّأْسِ
خَيْرٌ مِّنَ الْعَبَّاسِ اَجْرُكَ بَعْدَهٗ
وَاللّٰهُ خَيْرٌ مِّنْكَ لِلْعَبَّاسِ

''آپ صبر کیجئے ہم بھی آپ کی وجہ سے صبر کریں گے کیونکہ چھوٹوں کا صبر بڑوں کے صبر کے بعد ہوتا ہے اور ثواب تمہارے لیے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ عباس رضی اللہ عنہ کیلئے تم سے بہتر ہیں۔''

ان شاء اللہ اس طرح صبر بھی آئے گا، سکون بھی آئے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر و سکون اور قرار عطا فرمائے۔ یہ طبعی صدمہ ہے اس کی کوئی ممانعت بھی نہیں ہے اور صدمہ کرنا شرعاً ممنوع بھی نہیں ہے لیکن ان غیر اختیاری اُمور پر اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہے۔ اگرچہ دل میں صدمہ ہو لیکن اس کے فیصلہ پر راضی ہے۔ اسی کا نام صبر ہے اور اسی کا نام رضا بالقضا ہے۔'' اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ جَزَاكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى خَيْرَ الْجَزَاء

ِ(انتهى كلمات شيخ الاسلام مدظلهم)

والد گرامیؒ کی زندگی کے چند مبارک نقوش: مدینہ منورہ سے عشق و محبت

والد گرامی رحمہ اللہ پر مدینہ منورہ کی عشق و محبت کا عجیب حال تھا۔ ہم نے اپنے بچپن میں دیکھا کہ وہ کسب معاش کے کاموں میں مصروفیت کے باوجود حضرت جامی رحمہ اللہ کے عاشقانہ اشعار عجیب ترنم اور ردھم میں پڑھتے تھے کہ سننے والے بھی چند لمحوں کے لیے اسی کیفیت میں ڈوب جاتے۔

زمہجوری برآمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم

''آپ کے فراق سے کائنات کا ذرّہ ذرّہ جان بلب ہے اور دم توڑ رہا ہے۔اے رسول خدا! نگاہِ کرم فرمایئے! اے خاتم المرسلین! رحم فرمایئے۔''

نہ آخر رحمۃ للعالمینی زمحروماں چرا غافل نشینی

''آپ یقیناً رحمۃ للعالمین ہیں، ہم حرمان نصیبوں اور ناکامان قسمت سے آپ کیسے تغافل فرماسکتے ہیں۔''فرماتے تھے کہ میں جب پہلی مرتبہ مدینہ منورہ آیا تو میرے دل میں یہ جذبہ تھا کہ اللہ پاک مجھے اس مبارک زمین کیلئے قبول فرمالیں چاہے مجھے مدینہ منورہ کے باہر کسی کوڑا کرکٹ کی جگہ پر ہی رہنا پڑے، مدینہ منورہ ہجرت کے بعد وہاں قیام کیلئے مجاہدہ کی حد تک محنت کی تاکہ اللہ پاک یہاں کا قیام آسان فرمادیں۔ اپنے بیٹوں اور پوتوں کو وہاں کے قیام اور سکونت کی نہ صرف ترغیب دیتے بلکہ انہیں ہر قسم کے تعاون کے ساتھ مدینہ منورہ کے قیام پر ثابت قدم رکھتے۔مدینہ منورہ کے ادب کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی چیز گم ہو جاتی تو فرماتے کسی کو پسند آ گئی ہوگی۔ چوری کا لفظ ادب کے طور پر استعمال نہ فرماتے۔فرماتے کہ اگر کوئی مجھے جنت البقیع میں ایک قبر کی جگہ کے بدلے بہت بڑا شاہی محل بھی دیدے تو میں کبھی قبول نہ کروں۔

حدیث شریف میں جبل اُحد کی فضیلت وارد ہے کہ یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ والد گرامی رحمہ اللہ کی جب بھی جبل اُحد پر نظر پڑتی تو خوشی اور محبت سے چیخ نکل جاتی اور وہ ہم سب کو والہانہ انداز میں متوجہ کرتے کہ دیکھو جبل اُحد کو دیکھو! آپ کے سامنے اگر کوئی اہل عرب کی مخالفت کی کوئی بات کرتا تو آپ جلال میں آ کر فرماتے کہ اس مخالفت کی محنت کا رُخ یہودیوں کی طرف کرلو، ہم نے بارہا دیکھا کہ اگر کوئی آپ کے سامنے اہل عرب کے بارے میں کوئی کمزور بات کرتا تو آپ فوراً تنبیہ فرماتے کہ اہل عرب وہ خوش نصیب لوگ ہیں جو اللہ اور رسول اللہ کے گھر کے لوگ ہیں۔ لہٰذا ان کے بارے میں گفتگو کرتے وقت ادب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

گلدستہ تفاسیر دین دستر خوان

اللہ پاک نے آپ کو مدینہ منورہ کے قیام سے مشرف فرمایا اور ''گلدستۂ تفاسیر'' (۷ جلد) اور ''دینی دستر خوان'' (۳ جلد) جیسی مقبول تالیفات کی توفیق سے نوازا۔ یہ دونوں کتب مدینہ منورہ کی مبارک فضاؤں میں مرتب فرمائیں، ''گلدستۂ تفاسیر'' کی تالیف کے دوران متعدد مرتبہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اللہ پاک نے ''گلدستۂ تفاسیر'' کو ایسی مقبولیت عطاء فرمائی کہ عوام وخواص سب ہی اس عظیم مجموعۂ تفسیر سے استفادہ کررہے ہیں، ماشاء اللہ اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں اور اب تو جدید ایڈیشن شیخ الاسلام سیدی مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی اجازت سے ان کے ''آسان ترجمہ'' کے اضافہ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے جس سے اس کی افادیت دوچند ہوگئی ہے۔ مدینہ منورہ کے بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ والد گرامی رحمہ اللہ کا نام عرش عظیم پر لکھا ہوا ہے اور ساتھ ہی یہ تحریر بھی ہے کہ ان سے کام لیا جائے گا۔ اس مبارک خواب کے مطابق اللہ پاک نے آپ سے خوب دینی کام لیا اور یہ ادارہ کے بھی جملہ اشاعتی کام میں اسی خوش خبری کے زمرے میں ہیں اللہ پاک قبول فرمائے۔

ہماری پھوپھی صاحبہ بتاتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنے بھائی (والد گرامی رحمہ اللہ) کے ہمراہ سفر عمرہ پر تھی، طواف کے دوران ایک صاحب جو پیٹ کے مریض تھے انہیں حرم ہی میں حاجت ہوگئی تو میں نے دیکھا کہ بھائی صاحب نے فوراً اپنے احرام کی چادر اُتاری اور اپنے ہاتھوں سے فضلہ اُٹھا کر حرم شریف کے فرش کو صاف کردیا۔ یقیناً ایسا کام وہی خوش نصیب ہی کرسکتا ہے جس کا دل حرمین شریفین کی محبت وعظمت سے معمور ہے، ایک مرتبہ ایک صاحب نے والد گرامی رحمہ اللہ سے جنت البقیع میں تدفین کی مبارک آرزو کا اظہار کیا تو والد گرامی رحمہ اللہ نے فرمایا تم اپنے چند بال اور ناخن وغیرہ مجھے دے دو میں ان کو جنت البقیع میں دفن کردوں گا۔ اس طرح تمہارے جسم کا کوئی حصہ تو جنت البقیع میں پہنچ جائے گا۔

صحبت صالح وخلافت

اللہ تعالیٰ نے والد گرامی رحمہ اللہ کو بچپن ہی سے اکابر ومشائخ کی خدمت وصحبت کا خاص ذوق عطاء فرمایا تھا، ایک مرتبہ حضرت سید نفیس شاہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں گئے تو دیکھا کہ ان کی کتابت اور تالیف وغیرہ کے کاغذات بکھرے پڑے تھے تو آپ نے جاتے ہی بلاتکلف ان

کاغذوں کو درست کرنا شروع کر دیا، اللہ پاک نے جسمانی صحت کے اعتبار سے بھی خوب نوازا تھا تو آپ کی یہی کوشش ہوتی کہ جس بزرگ کی خدمت میں جاتے تو نہایت ذوق وشوق سے بلا تکلف جسمانی خدمت سے بھی گریز نہ فرماتے۔ اللہ پاک نے آپ کو جن اکابر ومشائخ کی خدمت وصحبت سے نوازا ان میں ایک ہستی حضرت اقدس مولانا عبدالغفور نقشبندی مہاجر مدنی رحمہ اللہ کی بھی ہے۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ والد گرامی رحمہ اللہ کی خدمت سے ایسے فرحاں وشاداں تھے کہ اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل جب والد گرامی کچھ دنوں کے لئے پاکستان آنے لگے تو والد گرامی کو مخاطب کر کے فرمایا: عبدالقیوم! بہت سے لوگوں نے میری خدمت کی ہے لیکن ہم تمہاری خدمت کو نہیں بھولیں گے۔ میں تمہیں اپنی دُعاؤں میں حیاتاً ومماتاً یاد رکھوں گا، حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ کے سلسلہ چشتیہ کے جن بزرگوں سے والد گرامی رحمہ اللہ کو اجازت وخلافت حاصل ہوئی ان کے اسماء یہ ہیں:

☆ حضرت مولانا سید قمر الزمان صاحب الہٰ آبادی مدظلہم
☆ حضرت اقدس نواب عشرت علی خان قیصر رحمہ اللہ
☆ حضرت ڈاکٹر عبدالواحد صاحب رحمہ اللہ

حضرت اقدس پیر فضل علی قریشی نقشبندی قدس سرہ کے سلسلہ نقشبندیہ کے جن بزرگوں سے والد گرامی رحمہ اللہ کو اجازت وخلافت حاصل ہوئی ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

☆ حضرت مولانا لطف اللہ صاحبؒ (خلیفہ مولانا عبدالغفور عباسی نقشبندی مہاجر مدنی رحمہ اللہ)
☆ حضرت حاجی محمد حسین صاحبؒ (ککرے والے) خلیفہ حضرت مولانا عبداللہ بہلوی رحمہ اللہ
☆ حضرت ماسٹر اختر حسین صاحبؒ (خلیفہ حضرت حافظ محمد موسیٰ جلالپوری رحمہ اللہ)

والد گرامی رحمہ اللہ کو جن اکابر کی خاص خدمت وصحبت اور خصوصی تعلق نصیب ہوا، ان میں امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ، حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ، حضرت مولانا شاہ لطف اللہ عباسی رحمہ اللہ، شیخ القراء حضرت قاری رحیم بخش صاحب پانی پتی رحمہ اللہ جیسے حضرات شامل ہیں۔ امیر شریعت رحمہ اللہ سے خدمت وتعلق کا یہ حال تھا کہ والدِ گرامی رحمہ اللہ جب بھی امیر شریعت رحمہ اللہ کے ہاں حاضر ہوتے تو شاہ جی فرماتے ہٹ جاؤ! اب میری خدمت کرنے والا آ گیا ہے۔

آخر عمر جب تک صحت نے اجازت دی آپ برابر اکابر ومشائخ کی صحبت وخدمت سے

مشرف ہوتے رہے۔ اکابر میں سے کسی کی وفات پر ازخود آگے بڑھ کر غسل، کفن دفن میں مجاہدانہ خدمات سرانجام دیتے اور پورے اعزاز واکرام کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے میت کو قبر میں اُتارتے اور بعض دفعہ قبر میں بھی خود اُتر کر لیٹ جاتے اور قبر کو اپنے کپڑوں سے صاف کرتے۔

والد گرامی رحمہ اللہ کے خلفائے کرام

والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں جن اکابر کی صحبتوں سے باطنی فیض حاصل کیا، حضرت اس دولت کو آگے بھی منتقل فرماتے رہے۔ حضرت والد گرامی رحمہ اللہ کی صحبت سے سینکڑوں لوگ مستفید ہوئے اس کے علاوہ اُنہوں نے اپنی زندگی میں سولہ (۱۶) احباب کو اس سلسلہ کو چلانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

❶ حضرت مفتی مجد القدوس خبیب رومی مدظلہ	....	مظاہر علوم سہارن پور
❷ مولانا سید نجم الحسن تھانوی صاحب مدظلہ العالی	....	تھانہ بھون انڈیا
❸ شیخ الحدیث مولانا محمد اکبر صاحب مدظلہ	....	جامعہ قاسم العلوم ملتان
❹ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہ	....	جامعہ مدنیہ لاہور
❺ حضرت مولانا مفتی عنایت الکریم صاحب مدظلہ	....	جامعہ رحیمیہ ملتان
❻ حضرت مولانا قاری محمد فیاض صاحب مدظلہ	....	مدرسہ بنوریہ، بالاکوٹ مانسہرہ
❼ محترم حاجی محمد ظریف صاحب	....	ملتان
❽ حضرت حاجی ظفر اللہ صاحب	....	پشاور
❾ حاجی فرقان احمد صاحب	....	ملتان
❿ پروفیسر سعید احمد لنگڑیال صاحب	....	ملتان
⓫ پروفیسر حکیم عبدالرشید غوری صاحب	....	ملتان
⓬ قاری محمد اسماعیل نقشبندی صاحب	....	ملتان
⓭ قاری محمد عثمان صاحب	....	مدینہ منورہ
⓮ صوفی محمد راشد صاحب	....	ڈیرہ اسماعیل خان
⓯ صوفی محمد اسلم صاحب	....	نقشبند کالونی ملتان
⓰ سید طارق شاہ صاحب	....	پشاور

تالیفات نافعہ پر ایک نظر

❶ ....گلدستہ تفاسیر (7 جلد) ❷ ....فوائد القرآن (۳ جلد)
❸ ....دینی دسترخوان (3 جلد) ❹ ....ختم نبوت کی تاریخی دستاویز
❺ ....تعمیر انسانیت (2 جلد) ❻ ....تحفہ حفاظ
❼ ....عام فہم تعلیمی درس قرآن ❽ ....حافظی قرآن مجید (دو ورقی)
❾ ....وصیت نامہ (فارم) ❿ ....گلدستہ احادیث
⓫ ....اورادِ فضلیہ کی جدید ترتیب ⓬ ....ختم نبوت کا مختصر تعارف (جیبی)
⓭ .... تلخیص تجرید بخاری شریف (مستدلات حنفیہ) ⓮ ....تحفہ نقشبندیہ

خاص نصیحتیں

☆ ہم بھائیوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے کہ تنہائی میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کر کے خوب ہنسا کرو۔ ☆ فرماتے کہ بلاضرورت کبھی کھڑے نہ رہا کرو۔ بیٹھنے کی جگہ ہو تو بیٹھ جاؤ، لیٹنے کی جگہ ہو تو لیٹ جاؤ۔ ☆ کام کی نشست و برخاست میں سہولت و راحت کو ہمیشہ مدنظر رکھتے اور فرماتے کہ اس طرح کام کی مقدار زیادہ بہتر ہو سکتی ہے۔ ☆ آپ کسی کی شکایت سننا برداشت نہ کرتے۔کوئی کتنا ہی مخالف کیوں نہ ہو۔☆ ماشاء اللہ اس وقت اولاد در اولاد کی تعداد ۱۰۰ سے اُوپر ہے۔جب بھی کسی کی پریشانی سنتے تو فی الفور ہاتھ اُٹھا کر دُعا کا معمول رہا۔☆ آخری دنوں میں زبان پر آیت "یایتها النفس المطمئنه" جاری ہوگئی تھی اور بکثرت استغفار اور درُود شریف کا معمول تھا۔☆ نیز آخر عمر میں یہ بھی معمول تھا کہ اولاد، پوتے اور نواسوں میں سے کسی کا سلام آتا تو فی الفور دُعائیں دینا شروع کر دیتے، خواہ اسے پہچانتے بھی نہ ہوں۔☆ بچوں کو بڑی بڑی دُعائیں دیتے کہ یہ بچہ جنید بغدادی بنے گا یہ فلاں بنے گا۔

☆ کسی سے ملاقات پر یہ دُعا ضرور دیتے یغفر الله لك ولِوَالِدَیْكَ کہ اللہ پاک آپ اور آپ کے والدین کی مغفرت فرمائے ،اور بھی معمول تھا کہ کسی بزرگ کا نام سنتے تو سخت تاکید فرماتے کہ ان کے نام کے ساتھ رحمہ اللہ ضرور کہو۔تمہاری ذرا سی زبان حرکت کرے گی اور اس کے حق میں دُعائے خیر ہو جائے گی۔رحمہ اللہ کے تکرار کا اس قدر غلبہ ہوتا کہ فرماتے کہ میرے نام کے ساتھ ابھی سے رحمہ اللہ کہنے کی عادت بنا لو۔کوئی دُعا کے لئے عرض کرتا کہ فلاں کام شروع کر رہا ہوں تو یہ دُعا فرماتے کہ اللہ پاک آغاز اور انجام بہتر فرمائے۔

والد گرامی رحمہ اللہ نے اپنے والدین کی جو خدمت کی وہ خاندان بھر میں مثالی تھی۔غالباً ۱۹۶۵ء میں خشکی راستہ سے خود حج کے لئے تشریف لے گئے واپسی پر اپنی قیمتی جائیداد فروخت کر کے والدین کو

۹ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں حج کے لئے لے گئے، جب لوگوں نے جائیداد بیچنے پر اعتراض کیا کہ اتنی قیمتی جائیداد بیچ دی تو فرمایا میری اصل قیمتی جائیداد میرے والدین ہیں۔اور قدم قدم پر مثالی خدمت بھی کی اسی خدمت کا ثمرہ ہے کہ ماشاء اللہ جو سب کے سب حافظ وقاری ہیں اور دینی خدمات میں مصروف ہیں۔

خاص صفت

والد گرامی رحمہ اللہ ہجرت مدینہ منورہ سے قبل خاندانی معاملات میں بڑی محنت سے اپنا کردار ادا کرتے۔ ماشاء اللہ طبیعت پر دین داری غالب تھی اس لئے سب خاندان کے لوگ آپ کی بات کو تسلیم کرتے اگرچہ ان کی طبیعت کیخلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ وہ جانتے اور مانتے تھے کہ یہ ہمارے خیرخواہ اور ہمدرد ہیں۔ جب بھی جھگڑا ہوتا ماشاء اللہ صلح کرا کر آتے۔ مدینہ منورہ ہجرت کے بعد بھی خاندان والے اپنے معاملات میں آپ کی طرف ہی رجوع کرتے اور آپ کی صلح پسند شخصیت سے استفادہ کرتے۔ مدینہ منورہ قیام کے دوران اہل عرب بھی اپنے خانگی اور ازدواجی معاملات میں آپ سے راہنمائی لیتے اور آپ کی حکمت سے مستفید ہوتے۔

مدینہ منورہ میں مقیم ہمارے بھائیوں کے معاملات میں بھی عجیب حکمت وفراست سے صلح اور باہمی رَواداری کا درس دیتے۔ اور مدینہ منورہ میں مقیم ہمارے بھائی اور ہمشیر گان ہفتہ میں ایک مرتبہ حضرت والد گرامی رحمہ اللہ کے ہاں اجتماعی حاضری دیتے تا کہ کسی کو کسی سے رنج وشکایت ہو تو اسی مجلس میں معاملہ درست کرلیا جائے۔ یہ آپ کی ایسی مبارک صفت تھی کہ آج بھی اہل خاندان آپ کو اس حوالہ سے خوب دُعائیں دیتے ہیں۔

حضرات کے خلفائے کرام اور جملہ احباب سے گذارش

حضرت والد گرامی رحمہ اللہ کی اولاد اور تمام خلفاء کرام سے گذارش ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں اہتمام سے دینی خدمات سرانجام دیتے رہیں۔اس کے ساتھ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کی مرتب کردہ گلدستہ تفاسیر (۷جلد) اور دینی دسترخوان (۳ جلد)....(جدید ایڈیشن) کو اہتمام سے مطالعہ میں رکھیں اور اپنے متعلقین ومریدین کو بھی تاکید کریں کہ وہ اس مبارک تفسیر کو زیادہ سے زیادہ پڑھنے اور آگے دوسروں کو متوجہ کرنے کی ترغیب دیتے رہیں۔ ان شاء اللہ یہ طرزِ عمل حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بہترین صدقۂ جاریہ ثابت ہوگا۔اللہ تعالیٰ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور اُن کے فیض باطنی کو عام کرنے کے لئے اُن کے خلفاء کرام سے خوب خوب دینی کام کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین۔

رانا اعجاز حسین چوہان

مہنگائی کا بڑھتا بوجھ

روز بروز بڑھتی بجلی، گیس، پٹرول، ڈالر کی قیمتوں اور اشیائے خورد ونوش کی ہوشربا گرانی نے پاکستانی شہریوں کو تشویش میں مبتلا کر رکھا ہے۔ ایک طرف ملک میں معاشی بدحالی کے ڈیرے ہیں، تو دوسری جانب ہر گزرتے دن کیساتھ روپے کی قدر میں کمی، بجلی، گیس سمیت اشیائے خورد ونوش کی قیمتوں میں اضافے کے سبب ہونے والی مہنگائی سے غریب اور متوسط طبقے کا جینا دوبھر ہو کر رہ گیا ہے۔ مزید ستم یہ کہ نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی نے ملک بھر میں بجلی کی قیمتوں میں اضافے کی منظوری دے دی ہے، فیول ایڈجسٹمنٹ کی مد میں کیا جانے والا یہ اضافہ اکتوبر میں استعمال کی گئی بجلی پر لاگو ہوگا۔ جبکہ تحریک انصاف کی حکومت اس دعوے کے ساتھ اقتدار میں آئی تھی کہ وہ چوروں، لٹیروں کا کڑا احتساب کر کے غریبوں کو ریلیف فراہم کرے گی اور عوام خوشحال ہوں گے۔ مگر جس دن سے تحریک انصاف برسر اقتدار آئی ہے، عوام کو میسر تمام ریلیف اور سبسڈی ختم کر دی گئی ہے، روز بروز بڑھتی مہنگائی کا سلسلہ ہے کہ رکنے کو نہیں آ رہا۔ آئی ایم ایف کی کڑی شرائط سن کر غریب اور متوسط آمدنی والے افراد افسردہ اور پریشان ہیں۔ جنوری سے گیس کی قیمت میں مزید ڈھائی سو فیصد اضافے کا بم گرایا جا رہا ہے، شاہراہوں پر ٹول ٹیکس کی شرح میں اچانک اور بغیر کسی پیشگی اطلاع کے بڑا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ زرعی اجزا، کھاد کی قیمتوں میں اضافے نے کسانوں کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے، صوبوں کے وسائل روک کر انسانی ترقی کو تباہی سے دوچار کر دیا گیا ہے، ادویات کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ اور اسپتالوں میں دی جانے والی مفت ادویات کی سہولت ختم کر دی گئی ہے۔ اسی لاکھ سے زائد پاکستانی غربت کی لکیر سے نیچے جا چکے ہیں، اس سب کے باوجود آئی ایم ایف کی جانب سے بجلی، گیس اور پٹرول کی قیمتوں میں اضافے کے لیے مسلسل دباو ہے اور اس کے سامنے حکومت نے سر تسلیم خم کر رکھا ہے۔ ملک میں صنعتیں بند ہو رہی ہیں اور برآمدات بری طرح متاثر ہیں، اس کے باوجود وزیر اعظم عمران خان اور ان کی ٹیم معیشت کی بہتری کے دعوے کر رہی ہے۔ بظاہر حکومتی اقدامات کے مطابق پاکستان میں اس وقت سب سے زیادہ توجہ خراب معاشی صورت حال پر قابو پانے کے لئے دی جا رہی ہے اور وزیر اعظم عمران خان کی معاشی ٹیم آئی ایم ایف سمیت بین الاقوامی اداروں اور دوست ملکوں سے مدد لینے کے علاوہ ملک کے اندرونی وسائل کو بھی بروئے کار لانے کیلئے سرگرداں ہے۔ معیشت میں بہتری لانے کی ان کوششوں کو متعدد عالمی تجزیاتی اداروں نے سراہا ہے۔ تاہم سب سے زیادہ توجہ طلب تجزیہ خود آئی ایم ایف کا ہے جو اربوں ڈالر کے قرضوں اور معاشی و مالیاتی مشوروں کے حوالے سے پاکستان کی اس اقتصادی جدوجہد کا ایک سنجیدہ کردار ہے۔ آئی ایم ایف نے ایک جائزہ رپورٹ میں

متنبہ کیا ہے کہ تمام تر مثبت اشاریوں کے باوجود پاکستان کو آئندہ برسوں میں بھی مشکلات کا سامنا رہے گا۔ شرح نمو ہدف سے کم ہو سکتی ہے۔ تجارتی و بجٹ کا خسارہ بڑھ سکتا ہے ایف اے ٹی ایف کی ممکنہ بلیک لسٹ سے سرمایہ کاری میں کمی آسکتی ہے۔ ادارہ جاتی اصلاحات میں پیش رفت سست روی کا شکار ہے۔ آئی ایم ایف کے خدشات اور مشوروں کے تناظر میں دیکھا جائے تو حکومت اقتصادی محاذ پر ملک کے تمام علاقوں، طبقوں اور صنعتوں کی یکساں ترقی کے تقاضوں سے پوری طرح باخبر ہے مگر عوام کو لاعلم ہی رکھنا چاہتی ہے۔ ہمارے ہاں مقتدر ادارے سمجھتے ہیں کہ عوام اس قابل نہیں کہ ان کے سامنے کسی اضافے کی وجہ بتائی جائے یا انہیں قائل کیا جائے کہ اضافہ ناگزیر تھا۔ اسی لیے عوام اپنے آپ کو حکومت میں شریک محسوس نہیں کرتے۔ حکومت اور عوام کے مابین جو ایک ناگوار بیگانگی پائی جاتی ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے۔

حکومتی ادارے بند دفتروں میں بیٹھے ایسے فیصلے کرتے رہتے ہیں جن سے عوام متاثر ہوتے ہیں، لیکن وہ کبھی وجہ بتانے یا ان فیصلوں کے ضروری ہونے کی وجوہات عوام کے ساتھ شیئر نہیں کرتے۔ انہیں احساس نہیں دلاتے کہ حکومت انہیں اہم حصہ سمجھتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں حکمران اور عوام ریاست میں دو الگ الگ دھاروں کی طرح رہتے ہیں جو باہم کبھی نہیں ملتے۔ عوام حکومت سازی کا ذریعہ ضرور ہیں، کہ اس کے بغیر چارہ نہیں، مگر ہمارے ہاں جمہوریت کی روح کو ماننے کی بجائے اسے صرف اقتدار حاصل کرنے کا ذریعہ مانا جاتا ہے۔ موجودہ حکومت مہنگائی پر قابو پانے کے دعوے تو کر رہی ہے مگر عملی طور پر کچھ ہوتا نظر نہیں آ رہا۔ یوٹیلیٹی اسٹورز جو کبھی عوام کیلئے دال، چینی، گھی وغیرہ کی نسبتا سستے داموں فراہمی کا ذریعہ تھے، مگر موجودہ حکومت مہنگائی پر قابو پانے کے دعوے تو کر رہی ہے مگر عملی طور پر کچھ ہوتا نظر نہیں آ رہا۔ یوٹیلیٹی اسٹورز جو کبھی عوام کیلئے دال، چینی، گھی وغیرہ کی نسبتا سستے داموں فراہمی کا ذریعہ تھے، مگر موجودہ حکومت نے عوام کی اس سہولت کو بھی تقریبا ختم کر دیا ہے۔ اس کے متبادل کے طور پر کتنے ہی منصوبے پیش کیے گئے، جن میں ایک کم آمدنی والے گھرانوں کے لیے راشن کارڈ کا اجرا تھا اور ضلعی انتظامیہ کے ماتحت ایسے اسٹور کھولے جانے تھے، جہاں سے سستے داموں اشیائے خورونوش خریدی جاسکتیں، مگر کئی ماہ گزرنے کے باوجود ان منصوبوں کا بھی کہیں نام ونشان نظر نہیں آتا۔ نتیجتا ملکی آبادی کا بیشتر حصہ خط غربت کے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہے، دوسری جانب بیروزگاری بھی برق رفتاری سے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ان سنگین حالات میں برسر اقتدار شخصیات کو غریب ومتوسط طبقے کے مسائل کے ادراک ہونا چاہیے، اور مہنگائی کی بجائے عوام کو ریلیف فراہم کرنے کے عملی اقدامات کرنا چاہیے تاکہ غریب ومتوسط طبقہ سکھ کا سانس لے سکے

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

دارالعلوم کے شب و روز

جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں ششماہی امتحانات وتعطیلات

۲۱؍دسمبر: جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں ششماہی امتحانات کا آغاز ہوا، چار دن جاری رہنے کے بعد بروز بدھ ۲۵ دسمبر سے جامعہ میں تعطیلات کا اعلان ہوا اور ۴؍جنوری ۲۰۲۰ کو دارالعلوم میں دوبارہ اسباق کا آغاز ہوا۔

ڈاکٹر سید سلمان ندوی صاحب اور پروفیسر ڈاکٹر قبلہ ایاز صاحب کی دارالعلوم آمد

۲۵؍دسمبر: مفکر اسلام حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحبؒ کے صاحبزادے ڈاکٹر سید سلمان ندوی صاحب اور اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین جناب پروفیسر ڈاکٹر قبلہ ایاز صاحب جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت کے بعد حضرت ندوی صاحب کا یہ پاکستان کا پہلا دورہ تھا، وہ خصوصی طور پر دادا جانؒ کی تعزیت کیلئے اکوڑہ خٹک تشریف لائے، انہوں نے حضرت مہتمم مولانا انوار الحق مدظلہ، نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق حقانی مدظلہ، عم محترم حضرت مولانا راشد الحق، مولانا اسامہ سمیع، صاحبزادہ خذیمہ سمیع صاحبان سے تعزیت کی، حضرت شیخ شہیدؒ کے مرقد پر حاضری کے دوران آبدیدہ ہوگئے، بعد میں مدرسہ ہاجرہ للبنات جامعہ حقانیہ میں طالبات سے فکر انگیز خطاب فرمایا۔ چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل جناب ڈاکٹر قبلہ ایاز صاحب نے اپنے خطاب میں جامعہ حقانیہ اور حضرت شیخ شہیدؒ کے ساتھ اپنے دیرینہ تعلق پر روشنی ڈالی۔

حضرت مہتمم مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ کی مصروفیات واسفار

۵؍جنوری: رکن شوری جامعہ حقانیہ اور حضرت شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے قریبی ساتھی اور حضرت مہتمم صاحب کے محبّ جناب حضرت مولانا عبدالخالق صاحب کے فرزند جناب حافظ محمد فاروق کی تقریب شادی کے موقع پر حضرت مہتمم صاحب راولپنڈی تشریف لے گئے اور تقریب میں شرکت فرمائی اور اہل خانہ کو مبارکباد اور دعائیں دیں۔

۱۲؍جنوری: وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت جامعہ اور دارالعلوم درویش مسجد پشاور صدر میں ایک بڑی پروقار تقریب کا انعقاد ہوا، جس میں ۲۰۱۴ء تا ۲۰۱۹ پوزیشن ہولڈر میں انعامات تقسیم کئے

گئے، حضرت مہتمم صاحب کے زیر صدارت تقریب میں وفاق المدارس کے مسؤلین عاملہ ارکان، نظماء حضرات، مہتممین و منتظمین مدارس، مدارس کو چلانے والوں کے علاوہ ملک بھر سے جید نامور علماء کرام نے شرکت فرمائی، تقریب سے خطاب فرماتے ہوئے حضرت مہتمم صاحب نے تمام مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کیا، اور پوزیشن حاصل کرنے والے طلبا اور سرپرستان طالبات کو خراج تحسین و مبارکباد دی، خطاب کے دوران مدارس کی اہمیت اجاگر فرماتے ہوئے مختلف اسلامی ملکوں کی تاریخی روداد بھی ذکر فرما کر افسوس کا اظہار کیا کہ ان ممالک میں مدارس کی آزادی کو جب سلب کیا گیا تو آج وہاں اسلام کا نام لینا بھی گالی بن چکا ہے اور انکے مساجد و مدارس کو آج سیاحت کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، موجودہ حالات کے تناظر کو مدنظر رکھتے ہوئے فرمایا اگر خدانخواستہ کوئی دشمن ملک عزیز کی طرف میلی نگاہ سے دیکھنے کی کوشش کرے گا، توان مدارس کے طلبا و اساتذہ کو دنیا افواج پاکستان سے آگے دفاعی پوزیشن پر دیکھی گئی، الحمدللہ وفاق المدارس ملک عزیز کے نظریاتی سرحدات کیساتھ ساتھ زمینی سرحدات کا دفاع بھی اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ تقریب کے اختتام پر ناظم وفاق خیبر پختونخوا حضرت مولانا حسین احمد صاحب کی عیادت کیلئے ان کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے اس موقع پر حضرت مہتمم صاحب کے ہمراہ جامعہ کے استاد و مفتی جناب مولانا مفتی مختار اللہ، مولانا سلمان الحق مولانا بلال الحق مکی نے بھی عیادت کی۔

۱۴۔جنوری: علاقہ چارسدہ کے معروف عالم دین و سابق قومی اسمبلی کے ممبر حضرت مولانا غلام صادق صاحب کے والد محترم کے انتقال پر حضرت مہتمم صاحب چارسدہ تشریف لے گئے، جنازہ پڑھانے سے قبل بڑے مجمع سے خطاب فرمایا اور اہل خانہ کے ساتھ تعزیت فرمائی۔

۱۵۔جنوری: وفاق المدارس العربیہ پاکستان صوبہ پنجاب کے پوزیشن ہولڈر کے تقسیم انعامات کے سلسلے میں حضرت مہتمم صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور تشریف لے گئے، حضرت مہتمم صاحب کے زیر صدارت یہ تقریب بھی بڑے تزئین و تحسین کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچی، اس تقریب میں وفاق کے عہداروں کے علاوہ پنجاب اسمبلی کے اراکین و وزراء نے بھی شرکت کی اور وفاق المدارس العربیہ کے نظام و نصاب کو سراہا اور اس بات کو بڑے زوردار انداز میں بیان کیا کہ پاکستان کے نظریہ کے اصل محافظ یہی علماء طلبا اور اتحاد تنظیمات المدارس پاکستان ہیں، اس موقع پر حضرت مہتمم صاحب نے بھی حالات حاضرہ اور مدارس العربیہ کے تناظر میں عصری اداروں اور وفاق کے طلباء و فضلا کا موازنہ فرما کر نتیجہ عوام اور حکمرانوں کے سامنے رکھا کہ آج تک کسی مدرسے کے فاضل نے اپنی ڈگری چوکوں

میں سر عام نذر آتش نہیں کی اور نہ ہی آج تک کسی مدرسے کے طالبعلم یا فاضل نے بیروزگاری کا رونا رویا، دوسری طرف عصری اداروں کے طالبعلموں اور ڈگری ہولڈر طبقہ آئے روز اپنی ڈگریاں پھاڑ کر سراپا احتجاج ہیں، بے قاعدگیاں عصری اداروں ان کے نصاب میں موجود ہیں، مگر الحمدللہ مدارس ہر لحاظ سے مکمل اور باقاعدہ انتظامات کے مطابق اپنے منزل کی طرف رواں ہیں اور رواں رہیں گے۔

۱۹۔جنوری: الحاج حسین احمد صاحب، جناب الحاج عبدالرشید خٹک کی بھانجی کی شادی کے موقع پر نوشہرہ تشریف لے گئے، جہاں پر خٹک سٹیل پشاور کے تمام فیملی ارکان کو مبارکباد اور دعائیں دیں بعد ازاں پیر پیائی تشریف کئے گئے جہاں میاں برادران کے شادی میں بھی شرکت فرمائی۔

۲۰ جنوری: جامعہ حقانیہ کے انتہائی محسن اور رکن شوریٰ جناب الحاج رحمان الدین کی بیٹی کی وفات پر اہل خانہ سے تعزیت کی اور مرحومہ کا جنازہ پڑھایا۔

۲۱ جنوری: بنوری ٹاؤن کراچی کے فضلاء کا ایک وفد جامعہ حقانیہ تشریف لایا، حضرت مہتمم صاحب کے ساتھ دفتر میں ملاقات فرمائی، اس موقع پر حضرت مہتمم صاحب نے اجازت سند احادیث بھی عنایت فرمائی اور قیمتی نصائح بھی بیان فرمایا کہ آپ حضرات کا علم دین حاصل کرنا ذاتی کمال نہیں بلکہ یہ انتخاب خداوندی ہے ہم سب سے اللہ تعالیٰ دین کا جو کام لے رہا ہے اس پر ہم کو شکر گزار ہونا چاہیے، ورنہ اللہ تعالیٰ ہماری جگہ اوروں سے بھی کام لے سکتا تھا، آخر میں تفصیلی دعا بھی فرمائی

۲۳ جنوری: جناب رفیع اللہ کے برخوردار کی شادی میں شرکت کیلئے حضرت مہتمم صاحب لاہور تشریف لے گئے اس موقع پر برخوردران مولانا سلمان الحق اور مولانا بلال الحق ملی صاحبان ہمراہ تھے۔

۲۴/جنوری: حضرت مہتمم صاحب بعد از نماز مغرب تبلیغی مرکز نوشہرہ تشریف لے گئے جہاں پر تبلیغی امراء سے ملاقات کی اور ان کے پرتکلف عشائیہ میں شرکت فرمائی، حضرت نائب مہتمم مدظلہ کے علاوہ جامعہ کے دیگر شیوخ واساتذہ بھی شریک ہوئے۔

۲۵/جنوری: اقراء روضۃ الاطفال ٹرسٹ اکوڑہ خٹک برانچ کے ۴۰ طلباء وطالبات نے حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی، اس موقع پر حضرت مہتمم صاحب نے دارالحدیث ہال میں ان بچوں کی دستار بندی فرمائی، ان تمام حفاظ کی عمریں ۱۲ سال سے کم تھیں جبکہ دوسرے دن ۲۶ جنوری کو اقراء روضۃ الاطفال ٹرسٹ اکوڑہ خٹک کے زیراہتمام منعقدہ تقریب ''تکمیل حفظ القرآن'' میں بھی بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا۔ نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی بھی انکے ہمراہ شریک تھے اور خطاب بھی فرمایا

نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب کی مصروفیات

۲۱/دسمبر: والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ سے اہل سنت والجماعت کے مرکزی جنرل سیکرٹری جناب ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے جامعہ حقانیہ میں ملاقات کی۔

۳/جنوری: والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ نے عمرزئی چارسدہ کا ایک روزہ دورہ کیا، عاشق رسولؐ ومعروف نعت خواں حاجی محمد امین صاحبؒ کے ادارے خانقاہ امینیہ میں عوام الناس سے خطاب کیا۔ حاجی محمد امینؒ کے صاحبزادے مولانا الحمدللہ صاحب جو کہ جامعہ حقانیہ سے پڑھ چکے ہیں اوران کے صاحبزادے علامہ ڈاکٹر شفیق امینی نے خوش آمدید کہا۔ بعد میں حاجی محمد امینؒ کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔

☆ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مخلص اور فارغ التحصیل حضرت مولانا قاضی طیب صاحب کی رہائش گاہ پران کی عیادت کی اوران کے برادران قاضی قاسم، اور برخورداران قاضی طلحہ، قاضی سعد

☆ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مخلصین اور قدیم فضلاء مولانا واسع اللہ حقانی صاحب، مولانا سعید اللہ حقانی صاحب کی رہائش گاہ ہری چند چارسدہ میں ان سے ملاقات کی۔

۲۹/دسمبر: والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ نے حضرو ضلع اٹک میں منعقدہ ایک تقریب میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

۵/جنوری: جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی نائب امیر اور دادا جان حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے دیرینہ مخلص وجانثار ساتھی حضرت مولانا عبدالخالق ہزاروی صاحب کے صاحبزادے محمد فاروق کی راولپنڈی میں منعقدہ تقریب ولیمہ میں شرکت کی۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ، مولانا سید محمد یوسف شاہ، مولانا عرفان الحق حقانی، مولانا اسامہ سمیع، مولانا خزیمہ سمیع صاحبان کے علاوہ مذہبی و سیاسی قائدین بھی شریک تھے۔

۶/جنوری: جمعیت علمائے اسلام، اسلام آباد کے امیر اور حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے دیرینہ مخلص ساتھی حضرت مولانا محمد رمضان علوی صاحب کی اہلیہ کی وفات پر ان کی رہائش گاہ اسلام آباد میں ان سے تعزیت کی۔ مرحومہ بہت ہی نیک اور پارسا تھیں اور جمعیت کے شعبہ خواتین میں سب سے زیادہ قابل، متحرک وفکرمند خاتون تھیں۔ حضرت دادا جانؒ کے اخباری بیانات اورایک ایک تقریر کو نوٹ کرتیں اور جمعیت کے پیغام کو پھیلانے کے لئے آپ عمر بھر کوشاں وفکرمند رہتیں۔

۱۱؍جنوری: مسلم سٹوڈنٹ آرگنائزیشن کے یوم تاسیس کی مناسبت سے پشاور نشتر ہال میں منعقدہ سیمینار میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور اہم خطاب فرمایا۔

۱۶؍جنوری: سابق رکن قومی اسمبلی شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام محمد صادق حقانی صاحب کی والدہ کی وفات پر چارسدہ میں انکی رہائش گاہ پر اُن سے اور سابقہ سینیٹر حافظ رشید احمد صاحب سے تعزیت کی۔

۱۹؍جنوری: والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب کی رہائش گاہ پر جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی رہنماؤں کا مشاورتی اجلاس منعقد ہوا، اجلاس میں مرکزی جنرل سیکرٹری حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی، حضرت مولانا عبدالخالق ہزاروی، مولانا فہیم الحسن تھانوی، علامہ حافظ احمد علی، مولانا شاہ عبدالعزیز مجاہد، مولانا سید محمد یوسف شاہ، مولانا عرفان الحق صاحبان شامل تھے۔ اجلاس میں اہم فیصلے کئے گئے۔

''شہید ملت اسلامیہ مولانا سمیع الحقؒ'' تقریری مقابلے کا جامعہ میں انعقاد

۲۱؍جنوری: انجمن علم وعرفان جامعہ دارالعلوم حقانیہ نے بعنوان ''شہید ملت اسلامیہ مولانا سمیع الحقؒ'' تقریری مقابلے کا ایوان شریعت ہال میں انعقاد کیا۔ جامعہ حقانیہ کے طلباء نے کثیر تعداد میں حصہ لیا، حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے صدارت فرمائی اور حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے بطور خاص شرکت کی۔ اس موقع پر خطاب فرماتے ہوئے حضرت مہتمم صاحب نے طلبا کے ذوق وجذبے پر خراج تحسین پیش کیا اور ہر علمی میدان میں اپنا لوہا منوانے کی ترغیب دی۔ تقریب نماز عشاء کے بعد تقریباً پانچ گھنٹے تک جاری رہی، اور طلباء آخر تک دلچسپی سے بیٹھے رہے، تقریب کے آخر میں عم محترم حضرت مولانا راشد الحق سمیع، مولانا سلمان الحق، مولانا عرفان الحق، مولانا سید یوسف شاہ، مولانا سید الرحمٰن، مولانا بلال عابد و مولانا بلال الحق و دیگر صاحبان نے پوزیشن ہولڈر طلباء کرام کو انعامات سے نوازا، مولانا حزب اللہ حقانی اور مولوی ذاکر اللہ و دیگر طلباء نے اس تقریب کو کامیاب بنانے کیلئے بہت زیادہ محنت کی جس پر یہ حضرات خراج تحسین کے قابل ہیں۔

وفیات

۳۱؍دسمبر: حضرت مولانا فدا الرحمٰن درخواستیؒ کی وفات پر حضرت مولانا حامد الحق حقانی مدظلہ، امیر جمعیت علمائے اسلام و نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ نے ان کے خاندان سے اظہار تعزیت کی اور جامعہ میں ان کی بلندی درجات کے لئے دعائیں کی گئیں۔

☆ جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب کے جوانسال بھانجے کی وفات پر ان سے تعزیت کی۔

☆ جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری حضرت مولانا فہیم الحسن تھانوی صاحب کی ہمشیرہ کی وفات پر ان سے تعزیت کی، جمعیت علمائے اسلام کے رہنما جناب ظہیر الدین بابرؒ کی والدہ کی وفات پر ان کے صاحبزادگان جناب حافظ غازی الدین بابر، چیئرمین اسٹار ایشیا نیوز اور جناب عبداللہ بابر سے تعزیت کی۔

۵؍جنوری: جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کے رکن جناب حاجی محمد جان صاحب سے انکے صاحبزادے جناب کامران جان صاحب کی وفات پر تعزیت کی۔

دارالعلوم حقانیہ کے نامور، باصلاحیت اور مخلص فاضل مولانا حبیب اللہ حقانی کے والد سید فرمان باچا صاحب گزشتہ دنوں اپنے گاؤں گڑھی کپورہ مردان میں انتقال فرما گئے، مرحوم انتہائی نیک پارسا اور شریف النفس انسان تھے، آپ نے حضرت مولانا حبیب اللہ حقانی جیسے قابل اور متعدد صلاحیتوں وخوبیوں سے آراستہ قابل و فاضل فرزند کی تعلیم وتربیت کی جو آپ کیلئے صحیح معنوں میں صدقہ جاریہ کا مصداق ہیں، مولانا حبیب اللہ حقانی حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے انتہائی منظورنظر اور بہت ہی خاص الخاص شاگردوں میں سے ہیں، اسکے علاوہ آپ عظیم مصنف و ادیب جامعہ ابوہریرہؓ کے مہتمم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کے ہونہار شاگرد اورانکے طباعت واشاعت کے شعبہ کے بنیادی اراکین ومنتظمین میں سے ہیں، ان دنوں براعظم افریقہ میں دارالعلوم بلال ملاوی میں درس و تدریس کے سلسلہ میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں، دارالعلوم حقانیہ اورادارہ الحق مولانا حبیب اللہ حقانی کے اس غم میں برابر کا شریک ہے۔

جامعہ حقانیہ کے اساتذہ کا سفر حرمین

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مدرس مولانا حافظ لقمان الحق حقانی صاحب اپنی والدہ محترمہ اور ہمشیرہ کے ہمراہ عمرے کی ادائیگی کیلئے حرمین شریفین تشریف لے گئے، اسی طرح دارالعلوم کے مدرسین مولانا سید محمد یوسف شاہ صاحب، مولانا مفتی غلام قادر صاحب، مولانا مفتی شیر عالم صاحب اور مولانا بلال الحق مکی بھی والدہ و اہل خانہ کے ہمراہ عمرہ کی سعادت حاصل کی اسی طرح خذیمہ سمیع بمع اہلیہ بھی سفر عمرہ پر ہیں، انہوں نے وہاں جامعہ حقانیہ کی مزید علمی دینی ترقیات کیلئے دعائیں کیں۔

ادارہ

تعارف وتبصرہ کتب

- **مجالس ذکراللہ کے خلاف سازشیں** تالیف: مولانا حفیظ اللہ زیدہ مجدہٗ

ضخامت: ۲۶۷ صفحات ناشر: مکتبہ خلیلیہ، پھلور ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ رابطہ نمبر: 0331-7171206

یہ ایک دلخراش مگر مسلّم حقیقت ہے کہ وہ تمام عظیم ہستیاں جو ہمارے تاریخ کا طرۂ امتیاز ہیں اور جن کے افکار و نظریات کی پیروی ہمارا وظیفۂ حیات ہے وہ مسلمانوں کے ظلم وستم، طعن وتشنیع اور توہین وتنقیص کے تیروں کا نشانہ بنتے رہے ہیں۔ خلیفۂ مظلوم عثمان ذوالنورینؓ پر اسی کنویں کا پانی بند کر دیا گیا تھا جس کو انہوں نے یہودی سے خرید کر مسلمانوں کیلئے وقف کر دیا تھا، کربلا کے میدان میں اسی خانوادے کی عفتوں کا تماشہ کیا گیا جس خانوادے کے طفیل انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نجات ملی تھی امام ابوحنیفہؒ کا جنازہ ان لوگوں کی جیل سے نکلا تھا جو اپنی روزمرہ کی عبادت میں بھی ان کی رہنمائی کے محتاج تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ کو کوڑوں کی سزا دینے والے بھی مجوسی نہ تھے، برصغیر میں بھی شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے لیکر شہید ناموسِ رسالت مولانا سمیع الحق شہیدؒ تک مظلومیت کی ایک خونچکاں داستان ہے، اس وقت اس داستان کا ایک لہورنگ ورق ہمارے سامنے ہے۔

تقریباً ۲۵ ر سال قبل اُمت کے اتفاق اور اتحاد کی خواہش میں ریحانۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن مدظلہم نے شیخ محمد علوی کی ایک کتاب پر تقریظ لکھی جس پر اکابرین اُمت نے ان کو متنبّہ کیا کہ اس سے غیروں سے اتحاد کی بجائے اپنوں میں افتراق پیدا ہوگا۔ حضرت چونکہ حق کے متلاشی تھے، اس لئے اس کو انا کا مسئلہ نہ بنایا بلکہ بھرپور وسعتِ ظرفی اور کشادہ قلبی کے ساتھ رجوع کیا اس کی ساری تفصیل قضیہ کا خاتمہ نامی رسالہ موجود ہے۔ تمام مشائخ واکابر نے ان کے اس رجوع کو نہ صرف شرفِ قبولیت بخشی بلکہ اس کو ان کی عظمت کی دلیل گردانا۔ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے داماد ریحانۃ العصر حضرت شیخ زکریاؒ کے خلیفۂ اجل شیخ الحدیث مولانا سیّد رشید الدین صاحب نے فرمایا: ''مولانا ہزاروی کا یہ عمل اکابر کی درخشاں روایت کی زندہ مثال اور سچائی وصداقت کا اعلیٰ شہکار ہے۔ تواضع وانکساری و بےنفسی کا بین ثبوت ہے''۔

امام المحدثین استاذ الشیوخ حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ نے اپنے فکرِ سلیم کا اظہار اِن الفاظ کے ساتھ کیا: ''مولانا ہزاروی مدظلہٗ کے واضح رجوع کے بعد اب اس قضیہ کو چھیڑنا کوئی کارِ خیر نہیں''۔شہید ناموسِ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ نے اپنے اطمینان و اعتماد کا اظہار یوں کیا ''ان شاء اللہ العزیز اس سے مخلصین کے دل مطمئن ومسرور ہوں گے، تاہم میں نہ مانوں تو مریض حسد کے لئے کوئی دوا کارگر نہ ہوگی''۔شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شاگردِ رشید حضرت مولانا مطلع الانوار صاحبؒ مطلع صداقت کو یوں پرنور کرتے ہیں:

''حضرت ہزاروی کے رجوع کو نہ صرف قبول کیا بلکہ ہرطرح تحسین وتبریک پیش کی ہے، اس کے بعد ان کے خلاف زبان یا قلم استعمال کرنا غیبت سے بڑھ کر بڑا جرم، بہتان بن جاتا ہے''۔فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحبؒ آپ کے رجوع کو اکابر کا طریقہ بتلاتے ہیں وہ لکھتے ہیں:''ہم نے آپ کی تحریر از اوّل تا آخر بغور پڑھی آپ نے قابلِ اعتراض باتوں سے صراحتاً رجوع کرکے اکابر کے طریقے کو اپنایا''۔

مظاہرعلوم سہارنپور سے حضرت مولانا محمد شاہد صاحب مدظلہٗ شہادت دیتے ہیں:

''اللہ جل شانہٗ بے حد جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کو کہ انہوں نے کھلے دِل کے ساتھ رجوع نامہ تحریر کرکے ان لوگوں کے منہ بھی بند کردیئے جو کہ شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہٗ کی ذاتِ عالی کو نشانہ بنارہے تھے''،

استاذ المحدثین حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ نے فرمایا کہ

''بڑے آدمی کا رجوع کہنا بھی کافی ہوگیا ہے اس لئے یہ معاملہ یہیں ختم ہوگیا ہے''۔

اربابِ حل وعقد اور اصحابِ فہم ودانش نے قضیہ کو ختم سمجھا مگر کچھ لوگ جن کے تنور اختلاف و اِنتشار کے ایندھن سے گرم ہوتے ہیں اور جن کی ہانڈی دشنام اور بہتان کی بگھار کے بغیر پھیکی رہتی ہے بار بار اس قضیہ نامرضیہ کو اُچھالتے ہیں، چھاپتے ہیں اور پھیلاتے ہیں۔حضرت ہزاروی مدظلہٗ صبر، تحمل اور برداشت کا مسلسل مظاہرہ کرتے ہیں ورنہ ان کے متعلقین میں ایک سے ایک بڑھ کر صاحبِ قلم، دندان شکن جواب دینے کے لئے ہمہ تن تیار ہیں مگر حضرت ہزاروی سمجھتے ہیں کہ اسلام اس وقت مغربی افکار اور مادیت کی یلغار کی جس کربلا میں ہے اس میں مسلمان اصحابِ قلم کی صلاحیتیں اپنی

ذات کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں لیکن جب مخالفین کی زبان درازیاں حد سے نکل گئیں کتابیں اور پمفلٹ پر پمفلٹ مفت شائع ہونے لگے تو حضرت ہزاروی کے ایک مرید حضرت مولانا حفیظ اللہ استاذ الحدیث جامعہ دارالعلوم ربانیہ (ٹوبہ ٹیک سنگھ) نے حضرت کی ایماء اور اشارہ کے بغیر اس گروہ کو لگام دینے کا بیڑہ اُٹھایا اور ان کے تمام اغراض و مقاصد طریقۂ واردات، مشن، اور دلائل کا بھونڈا پن اور اہل سنت والجماعت کی حسین شاہراہ سے ان کے موڑ کاٹتے ہوئے مؤقف کی نشاندہی بڑے جاندار انداز میں کی ہے کہیں کہیں ان کا لہجہ تلخ بھی ہوجاتا ہے مگر لِصَاحبِ الحق مقال کے پیش نظر ان کی تلخ نوائی ناگواری کی حد تک نہیں پہنچتی۔

اس کتاب میں مؤلف نے مخالفین کی ان کوششوں کا بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے جو مخالفین، حضرت ہزاروی صاحب مدظلہ کے عناد میں ذکر اللہ کے مجالس کا خلاف کر رہے ہیں اور دلائل سے ثابت کردیا کہ اہل حق مجالس ذکر مسلک دیوبند کے روح کے مطابق ہیں نیز اس بات کی بھی نشاندہی کی ہے کہ مخالفین کے طریقہ کار سے غیروں کو کس طرح تقویت ملتی ہے۔ طرفہ تماشا یہ کہ ان مخالفین کے فتوؤں کی زد میں صرف حضرت ہزاروی صاحب مدظلہ ہی نہیں بلکہ بہت سے اکابر بھی آتے رہے ہیں، اور یہی استعمار کا ایجنڈا ہے کہ اہل حق کے نمائندہ افراد کو عوام میں بے اعتبار بنادیا جائے، اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش کے اس دور میں ان حضرات کی پگڑیاں اُچھالنا جو ابلیسیّت اور دجالیّت کی راہ میں سدسکندری بن چکے ہیں اور جن کی ذات بھیانک فتنوں کیلئے آڑ ہے اسلام کی خدمت نہیں بلکہ دین کو منہدم کرنے کا سبب ہے۔ مولانا حفیظ اللہ صاحب نے اپنے تحریری جگر پاروں کو ۲۶۷ صفحات پر سمیٹا ہے، کاغذ اچھا، طباعت اعلیٰ، اور سرِ ورق جاذبِ نظر ہے۔ (مبصر: جان محمد جانؔ)

نوٹ: اس سے قبل مجلّہ میں مدیرالحق، مولانا راشد الحق سمیع کی عدم موجودگی اور بغیر اجازت کے غیر دانستہ طور پر مبصر نے مولانا عبدالرحیم چار یاری کی کتاب پر تبصرہ کیا تھا، جس پر دارالعلوم حقانیہ کے بے شمار فضلاء اور حضرت مولانا پیرعزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب مدظلہ کے متعدد ارادتمندان اور خود مولانا راشد الحق سمیع کو اس کتاب پر تبصرہ کافی ناگوار گزرا تھا، جس میں حضرت مولانا پیرعزیز الرحمٰن صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا پیرعبدالحفیظ مکیؒ و دیگر اکابرین پر بے جا الزامات اور کیچڑ اچھالا گیا تھا۔ ادارہ اس پر افسوس کا اظہار کرتا ہے، ادارہ کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ متنازعہ اور فروعی مسائل پر تبصرہ والی کتابوں پر تبصرہ نہ کیا جائے۔ (ادارہ)